

سکتے اور بحیثیت مسلمان کے ان کی کوئی زندگی نہیں ہوگی۔ یہ احساس ہندوستان میں حکومت کا زوال ہوتے ہی مسلمانوں کے اندر پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اس احساس نے مختلف شکلیں اختیار کیں۔

کبھی اس نے یہ شکل اختیار کی کہ حضرت سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید ایک تحریک جہاد لے کر کھڑے ہوئے اور اسلامی حکومت و اقتدار کے قیام کے لیے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کر گئے۔ کبھی اس احساس نے یہ شکل اختیار کی کہ جگہ جگہ دینی تعلیم کے مدارس قائم کیے گئے تاکہ مسلمان اپنے دین کو بھول کر یورپ سے آنے والی بے خدا تہذیب اور ملحدانہ افکار و نظریات کے سیلاب میں نہ بہ جائیں۔

اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ آیا کہ انگریزی اقتدار نے یہاں پر قدم جلیے اور انگریزوں نے رفتہ رفتہ یہاں اس طرز کی جمہوریت کو فرمغ دینا شروع کیا جس طرز جمہوریت پر ان کے اپنے ملک انگلستان میں نظام حکومت چل رہا تھا۔ انگریزوں کا تصور قومیت جمہوریت یہ تھا کہ انگلستان کے تمام باشندے ایک قوم ہیں، اور ان کے اندر اکثریت کو حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی اصول جمہوریت کو انگریزوں نے ہندوستان میں بھی رائج کرنا چاہا، وہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کے باشندے بھی ایک قوم ہیں اور ان کے اندر بھی اکثریت کی حکومت کا اصول چل سکتا ہے۔ اسی چیز نے مسلمانوں کے اندر ایک یہ احساس پیدا کیا کہ اگر یہاں پر ایک ایسی اکثریتی حکومت کا قیام عمل میں آتا ہے جس میں ہماری حیثیت مستقلاً ایک اقلیت کی ہو جاتی ہے تو یہ چیز آخر کار ہماری تہذیبی و قومی انفرادیت کی نفی پر منتج ہوگی۔ کیونکہ اس حکومت کے اندر نہ ہم اپنے نقطہ نظر کے مطابق قوانین بنانے پر قادر ہوں گے اور نہ حکومت کی انتظامی اور دوسری پالیسیوں ہی میں ہمارا کوئی عمل دخل ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں نہ صرف یہ کہ ہم اپنی تہذیب اور اپنے نظریہ حیات کو بروستے کار نہ لاسکیں گے بلکہ ایک کافرانہ تہذیب اور ایک باطل نظریہ زندگی ہم پر حکومت کے زور سے مستحکم ہو جائے گا۔

یہ تھی وہ صورت حال جو انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد ایک زبردست سوال اور چیلنج کی شکل میں ابھر کر مسلمانوں کے سامنے آئی اور اس کا جواب حاصل کرنے میں انہیں ایک عرصہ دراز لگا۔ ایک مدت دراز تک وہ اس مشکل سوال کا حل تلاش کرنے کی کوششیں کرتے رہے کہ ایک ایسے نظام میں جس میں ہندوستان کے باشندوں کو ایک قوم فرض کر کے اکثریت کی حکومت کا طریقہ رائج کیا گیا ہو اس میں اقلیت کے طور پر ہمارے لیے سیاسی، تمدنی اور تہذیبی تحفظ کی کیا شکل ہو سکتی ہے۔ اس تحفظ کے حصول کی شکل اور اس کے تعین کے لیے مختلف چیزوں کا تجربہ کیا گیا۔ ایک مرحلے پر اس غرض کے لیے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا گیا۔ پہلے اس مطالبہ کا رخ براہ راست انگریزوں کی جانب تھا (دفعہ شملہ ۱۹۰۶ء)، پھر اس کی بنیاد پر مسلم لیگ اور کانگریس میں منہاجت عمل میں آئی (میتاق مکھنو ۱۹۱۶ء)۔ بعد کے مراحل میں بھی مختلف تجاویز زیر غور آتی رہیں۔ لیکن رفتہ رفتہ مسلمانوں کو یہ معلوم ہو گیا

کہ اس طرز کے جمہوری نظام میں کوئی آئینی تحفظ ان کے کام نہیں آسکتا۔ اس بات کا احساس شدت کے ساتھ انہیں اُس وقت ہوا جب ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کے متعدد بڑے بڑے صوبوں کے اندر کانگریس کی حکومت قائم ہوئی۔ اُس وقت مسلمانوں کو براہ راست اس چیز کا تجربہ حاصل ہو گیا کہ اس برصغیر میں حکومت اکثریتی قوم کے ہاتھ میں ہونا اور مسلمانوں کا ایک اقلیت کی حیثیت سے اس کے ماتحت ہونا ایک ایسی صورتِ حال کو پیدا کرتا ہے جو رفتہ رفتہ ان کے قومی وجود کو ختم کر کے رکھ دے گی۔

یہ تجربہ حاصل ہونے کے بعد مسلمانوں نے اس طرز پر سوچنا شروع کیا کہ اب ہم مسئلے کو وہ جس رخ سے حل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں وہ بے معنی اور غیر موثر ہے۔ اس زمانے میں انہیں بار بار یہ یقین دلانے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ ہندوستان کے مسلم اور غیر مسلم باشندے ایک قوم ہیں، لیکن یہ واقعہ تھا کہ وہ ایک قوم نہیں تھے اور نہ ہو سکتے تھے۔ مسلمان جب سے اس ملک میں آئے تھے اس وقت سے وہ غیر مسلموں کے ساتھ کبھی ایک قوم کی حیثیت سے نہیں رہے تھے۔ ایک قوم ہوتے تو ان کے اندر وقتاً فوقتاً تضاد مکیے رونما ہوتے اور لڑائیوں تک نوبت کیوں پہنچتی۔ ایک قوم ہوتے تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان چھوٹ چھات کیونکر ہوتی۔ ان کے ہیر ذرا لگ لگ کیوں ہوتے۔ ان کی عقیدت کے مراکز مختلف کیسے ہوتے۔ ان کو انسپائر (INSPIRE) کرنے والی چیزیں ایک دوسرے سے جدا گانہ کیوں کر ہوتیں؟ اور فی الجملہ وہ علماء ہندوؤں سے ایک الگ قوم بن کر کیسے رہتے؟ پس معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ ایک قوم نہیں تھے اور اب ایک مفروضہ زبردستی ان پر مستطی کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ یہ مفروضہ کسی طرح چلنے والا نہیں تھا۔ یہی چیز کانگریس کی اکثریتی حکومت قائم ہونے کے بعد آئینہ ہو کر سامنے آگئی اور خود انہی لوگوں نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم قرار دے رہے تھے، اپنے عمل سے یہ ثابت کر لیا کہ ہندو مسلم ایک قوم نہیں ہیں، بلکہ درحقیقت یہ ایک سیاسی حربہ تھا جس کے ذریعے سے وہ یہاں کی اقلیتی قوم مسلمانوں کو ایک غلام قوم بنا کر رکھنا چاہتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب میں نے ۱۹۳۷ء میں اپنا وہ سلسلہ مضامین لکھنا شروع کیا جس میں مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ آپ ایک غیر مسلم اکثریت کے ماتحت رہ کر کسی قسم کے آئینی تحفظ کے سہارے بھی اپنا قومی دہلی وجود برقرار نہیں رکھ سکتے۔

### ریڈیو پاکستان

کیا اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ تحریک پاکستان کے غیر محسوس تسلسل میں ایک نیا موڑ برصغیر میں پارلیمانی نظام کے قیام

سے آیا اور اس وقت آپ نے اس کو محسوس کر کے اس پر قلم اٹھایا؟

## مولانا تے محترم

جی ہاں، اُس وقت میں نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ اس حالت میں کوئی آئینی تحفظ مسلمانوں کو نہیں بچا سکتا۔ اس لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس برصغیر میں سلام اور مسلمانوں کے تحفظ کی کوئی دوسری صورت سوچی جائے۔ میرے نزدیک دوسری صورت صرف یہ تھی اور اس کو میں نے بالکل واضح طور پر پیش کر دیا تھا کہ سب سے پہلے تو مسلمانوں کے اندران کے قومی و ملی تشخص کا احساس پوری طرح پیدا کیا جائے جس سے ان کو معلوم ہو کہ وہ فی الواقع کیا ہیں، ان کے اصول زندگی کیا ہیں، وہ کیونکر دوسری قوموں سے الگ اور مستقل بالذات قوم بلکہ ملت ہیں، اور ان کے اس قومی و ملی تشخص کو برقرار رکھنے کا راستہ کیا ہے؟

اس زمانے تک مسلمانوں کے اندر کوئی باقاعدہ تحریم موجود نہ تھی اور بالخصوص تحریم پاکستان کا، جس شکل میں وہ بعد میں ابھری، آغاز نہیں ہوا تھا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے مختلف اہل دماغ۔ جن کا انداز فکر بھی ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ اپنی اپنی جگہ پر سوچ رہے تھے کہ جس پیچیدگی میں ہم پڑ گئے ہیں اس سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ اس وقت، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا، سب سے مقدم چیز یہ تھی کہ مسلمانوں کو اس متحدہ قومیت کے جال میں پھنسنے سے کیسے بچایا جائے جس کے حلقے اُن کے گرد کے جا رہے تھے۔

## ریڈیو پاکستان

کیا اُس وقت کچھ اور ریڈر حضرات بھی ایسے تھے جو ان خطوط پر سوچ رہے تھے، اور ان کے خیالات بھی معرض اظہار میں آرہے تھے؟

## مولانا تے محترم

جی ہاں، اور بھی بعض حضرات ان خطوط پر سوچنے والے موجود تھے اور انہوں نے اپنی تقاریر اور مضامین کے ذریعے سے اپنے خیالات پیش کیے۔ میں بھی اُن میں سے ایک تھا، اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں کے اندر جداگانہ قومیت کا احساس بیدار کرنے میں میں نے بھی مقدور بھر خدمت انجام دی۔ میرے اس کام کا دزن کیا تھا اس کا فیصلہ کرنا میرا کام نہیں ہے، دوسرے لوگ خود اس کو دیکھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔

## ریڈیو پاکستان

مولانا، جس انداز سے آپ نے جداگانہ قومیت کا تصور مسلسل مضامین کی شکل میں پیش فرمایا کیا اس انداز کی کوئی دوسری کوشش بھی سامنے آئی؟

## مولانا تے محترم

جہاں تک میں سمجھتا ہوں کوئی باقاعدہ اور مسلسل آواز ایسی موجود نہ تھی۔

## ریڈیو پاکستان

گویا تحریک پاکستان کی ایک مخصوص شکل اس کے بعد ہی ظور پذیر ہوئی؟

## مولانا تے محترم

یہ بالکل صحیح ہے۔ رفتہ رفتہ جب مسلمانوں کے اندر یہ جُداگانہ قومیت کا تصور راسخ ہوتا گیا تو ان کے اندر اس ضرورت کا احساس بھی بڑھتا چلا گیا کہ کم از کم ہندوستان کے وہ خطے جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ ایک الگ ریاست بن جائیں اس طرح سے تحریک پاکستان ایک باقاعدہ اور واضح شکل اختیار کرنے لگی۔

اس موقع پر دو اہم سوال درپیش تھے ایک تو یہ کہ وہ خطے جن کے اندر مسلمانوں کی اکثریت تھی وہ ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر واقع تھے، ان کو باہم جوڑنے والی چیز کیا ہوگی؟ اس کا سیدھا سا جواب یہ تھا کہ یہ چیز اسلام کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ ہندوستان کا ایک بہت بڑا علاقہ ایسا تھا جس میں مسلمان اقلیت میں تھے، اگر وہاں پر جمہوری حکومت قائم ہو تو لامحالہ وہاں مسلمانوں کو اکثریت کی غلامی میں جانا ہوگا، اس صورت میں ان کے تحفظ کی شکل کیا ہو گی؟ کیونکہ پاکستان بننے کا فائدہ صرف انہی علاقوں کو پہنچنا تھا جن میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ اس سوال کا کوئی واضح جواب موجود نہیں تھا لیکن اس سے یہ بات بہر حال پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ بالآخر مسلمان ہند کو جس تخیل نے قیام پاکستان کی جدوجہد کے لیے اُٹھارا اور ان کو مجتمع کیا وہ کوئی سیاسی و معاشی جذبہ ہرگز نہ تھا، بلکہ درحقیقت وہ ایک خالص دینی جذبہ تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ مداس یا بھٹی یا سی پی یا یو پی کا کوئی مسلمان پاکستان کی حمایت کے لیے کھڑا ہوتا جبکہ وہ کبھی یہ اُتد نہ کر سکتا تھا کہ اس کا علاقہ بھی پاکستان میں شامل ہوگا۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ آگے چل کر جن علاقوں میں پاکستان قائم ہوا ہے وہاں تحریک پاکستان نے کبھی اتنا زور نہیں پکڑا جتنا ان علاقوں میں پکڑا تھا جہاں مسلمان اقلیت میں تھے۔ اس کا سبب اس کے سوا کیا تھا کہ اس کا محرک خالص اسلامی جذبہ تھا۔ مسلمانوں کے اندر یہ احساس کارفرما تھا کہ چاہے ہمارا حشر کچھ ہی ہو لیکن ہماری قربانیوں سے کم از کم اسلام کے نام پر ایک ایسی مملکت تو وجود میں آجائے گی جس میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور وہاں اسلامی نظام زندگی عملاً قائم ہو سکے گا۔ یہی وہ جذبہ اور احساس تھا جس نے اس نعرے کی شکل اختیار کی کہ

## پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اور دراصل یہی وہ نعرہ تھا جس کو سن کر لوگ پروانہ دار اس پر پکے اور اتنی بڑی اکثریت نے پاکستان کی حمایت کی کہ شاید

برصغیر کے ایک دہائی صدی مسلمان ہی بشکل اس سے اُلگ رہ گئے ہوں۔ چنانچہ میرے نزدیک نظریہ پاکستان کی دو ہی بنیادیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم دُنیا کی کسی دوسری قوم کا جز نہیں بلکہ اُلگ ایک قوم ہیں، اور ہم کسی دوسری قوم کے ساتھ مل کر کوئی مشترک قومیت نہیں بنا سکتے، اور دوسرے یہ کہ ہماری قومیت کی اساس ہمارا دین ہے اور اس کے سوا ہماری قومیت کی کوئی اور بنیاد نہیں ہے۔ میرے نزدیک نظریہ پاکستان کے یہی معنی ہیں !

### ریڈیو پاکستان

گویا آپ کے نزدیک اسی احساس اور جذبے نے دراصل مسلمانان ہند کو آزادی کی جدوجہد کے لیے اُبھارا ؟

### مولانا تے محترم

یقیناً صرف یہی وہ چیز تھی جس نے مسلمانوں کو آزادی کی جدوجہد کے لیے اُبھارا اور یہ آزادی اُن کو پاکستان کی شکل میں مطلوب تھی جہاں مسلمان اپنے دین کے مطابق اپنی زندگی کا نظام قائم کرنے کے لیے آزاد اور خود مختار ہوں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اُن علاقوں کے مسلمان تو کبھی پاکستان کا مطالبہ کرنے اور اس کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے پر آمادہ نہ ہوتے جن کو آزادی کے ثمرات میں سے کوئی ثمرہ ملنے والا نہ تھا۔ وہ یہ سب کچھ جانتے بوجھتے کر رہے تھے کہ پاکستان بننے کے بعد اُلٹی ہماری شامت آئے گی اور ہمارا جینا دو بھر کر دیا جائے گا لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہر قسم کے خطرات کو انگیز کیا۔ سوال یہ ہے کہ آخر کیوں؟ کیا اسلام کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور اسلامی حکومت کے قیام کے لیے ایک قومی دلچسپی کے سوا بھی اس کا کوئی اور محرک ہو سکتا ہے؟۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک ایسا دور ہے جس کے عینی شاہد آج بھی بکثرت یہاں موجود ہیں۔ تاریخ کی اس روشن شہادت کو آج کوئی شخص کیسے ٹھٹلانے کی جرات کر سکتا ہے؟

### ریڈیو پاکستان

مولانا ! بعد میں جب تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز ہوا تو اس کی قیادت مسلم لیگ کے ہاتھوں میں تھی۔ اس دور

میں اس تحریک کے لیے آپ کا CONTRIBUTION کیا رہا ؟

### مولانا تے محترم

جب عملاً یہ تحریک اس اصطلاح اور نصب العین کے ساتھ شروع ہوئی تو جیسا کہ میں نے آپ سے پہلے عرض کیا کہ اس کا اصل مقصد اسلامی حکومت کا قیام تھا۔ اس چیز سے مجھے بھی اتفاق تھا اور اسی مقصد کے لیے میں نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی لیکن یہ تحریک شروع ہونے کے بعد جو جو آگے بڑھتی گئی میں نے یہ محسوس کیا کہ جس طرز پر یہ تحریک چلائی جا رہی ہے اور جن ہاتھوں سے وہ پردان چڑھ رہی ہے اس کے نتیجے میں ایک قومی جمہوری ریاست تو وجود میں آ سکتی ہے لیکن صحیح معنوں

میں اسلامی ریاست نہ بن سکے گی۔ یہ میرا اُس وقت احساس تھا اور بعد کے حالات نے میرے احساس کی تصدیق ہی کی۔ نتیجہ اس سے مختلف شکل میں برآمد نہیں ہوا۔

### ریڈیو پاکستان

آپ کے اس احساس کی بنیادیں کیا تھیں؟

### مولانا تے محترم

دیکھیے، جب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں مقصد کے لیے کام کر رہے ہیں اور یہ ہمارا نصب العین ہے تو یہ دیکھا جاتے گا کہ اس مقصد اور نصب العین کے ساتھ لگاؤ کی کیا علامات ان کی عملی زندگیوں میں پائی جاتی ہیں۔ اگر وہ علامات واضح طور پر اور مطلوبہ معیار کے مطابق وہاں نہ پائی جاتی ہوں تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کا متعین کردہ مقصد اور نصب العین کہاں تک پورا ہو سکے گا۔

### ریڈیو پاکستان

یعنی اسلامی حکومت کے قیام کا مقصد اور نصب العین، جسے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے الفاظ میں ظاہر کیا گیا تھا؟

### مولانا تے محترم

جی ہاں، اس تحریک کا مقصد واقعی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تھا اور اسی کی خاطر برصغیر کے تمام مسلمان جمع ہوتے تھے۔ لیکن عام مسلمان اس بات کو نہیں سمجھ سکتے تھے اور نہ یہ ان کے بس کی بات تھی کہ آگے چل کر اس تحریک کی شکل کیا ہوگی اور اس کو کن مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ قیام پاکستان کی تحریک جس انداز سے چل رہی ہے اس کے نتیجے میں ایک ریاست تو وجود میں آسکتی ہے لیکن عملاً وہ ایک سیکولر نیشنل ڈیموکریسی ہوگی جو صحیح اسلامی ریاست سے بہت دُور ہوگی۔

### ریڈیو پاکستان

کیا اُس وقت جماعت اسلامی موجود تھی؟

### مولانا تے محترم

نہیں، جماعت اسلامی اسی احساس کے بعد ہی تو بنائی گئی۔ آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان کا ریڈیویشن ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو پاس ہوا اور جماعت اسلامی کی تشکیل ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء کو ہوئی۔ میں اس دوران میں برابر یہ گفتگو رہا کہ اگر آپ کو اسلامی حکومت قائم کرنی ہے تو اس کے لیے کس قسم کا کیریئر مطلوب ہے اور اس کا طرزِ تنظیم کیا ہونا چاہیے۔

## ریڈیو پاکستان

جب قرارداد پاکستان منظور ہوتی اور آپ نے یہ دیکھا کہ آگے چل کر تحریک پاکستان کو چلانے والے کس قسم کی ریاست قائم کر سکیں گے تو آپ نے صحیح اسلامی ریاست کے قیام کے مقصد کے پیش نظر کن خطوط پر اپنی کوششوں کا آغاز کیا؟

### مولانا تھے محترم

میرے پیش نظر اُس وقت یہ تھا کہ پورے برصغیر میں قیام پاکستان کی تحریک جس بڑے پیمانے پر شروع ہو چکی ہے اس کی وجہ سے اب اس کا رُخ اور رنگ بدلنا مشکل ہے بلکہ اس کوشش میں کام اٹا خراب ہو سکتا ہے۔ اس لیے بجائے اس کے کہ اب اس کوشش میں وقت صرف کیا جائے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ تحریک اپنے انداز میں کام کرتی رہے اور ہم ایک اہم جماعت بنا کر ایسے آدمی تیار کرنا شروع کریں جو پاکستان بننے کے بعد دونوں حصوں میں پیش نظر مقصد کے لیے کام کر سکیں، یعنی اُس حصے میں بھی جہاں پاکستان بننا ہے اور اس حصے میں بھی جہاں غیر مسلم حکومت قائم ہونی ہے۔ ہمارے پیش نظر یہ تھا کہ قیام پاکستان سے پہلے اتنا تعمیری کام کر لیا جائے کہ اس کے قیام کے بعد پیشتر اس سے کہ اس کا نظام حکومت سیکور بنا دوں پر قائم کرنے کے حالات پیدا کیے جاتیں، اس میں فوری طور پر اسلامی نظام زندگی کے قیام کی بنیاد ڈالی جاسکے۔ اس غرض کے لیے صاحبِ کردار کارکن تیار کیے جاتیں اور ان کی تعلیم و تربیت کے ذریعے سے ان کی ایسی تنظیم کر دی جاتے کہ وہ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کر سکیں۔ علاوہ برائے ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جو اسلامی حکومت کے حقیقی خدو خال متعین کر کے رکھ دے تاکہ جب عملاً یہاں اسلامی طرز حکومت کے قیام اور اسلامی قوانین کے نفاذ کا سوال اُبھرے تو یہ نہ کہا جا سکے کہ اسلامی حکومت کیا چیز ہے، یا اس جدید زمانے میں صدیوں پرانے اسلامی قوانین کا نفاذ کیسے ممکن ہے اور ایک مثالی اسلامی ریاست کیونکر وجود میں لائی جاسکتی ہے۔ یہ ہماری انہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ قیام پاکستان سے پہلے اور اس کے فوراً بعد ہم ایسا لٹریچر تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے جس میں سوچنے سمجھنے والے ذہنوں کے اطمینان کا پورا سامان کر دیا گیا ہے ہم نے اچھی طرح یہ تبا دیا ہے کہ اسلامی نظام حکومت کیا ہوتا ہے۔ اس کی معیشت کن بنیادوں پر متوار ہوتی ہے۔ اس کی معاشرتی زندگی کیسی ہوتی چاہیے۔ اس کا نظام اخلاق کیا ہونا چاہیے۔ اس کی سیاست کے اصول و ضوابط کیا ہوں گے۔ اس میں قانون سازی، نفاذ قانون اور عدالتوں کا نظام کن بنیادوں پر قائم ہونا چاہیے۔ یہ اور اس طرح کے جو جو مباحث اسلامی نظام حکومت کے قیام کے سلسلے میں پیدا ہو سکتے تھے ان کے بارے میں ہم نے ضروری مواد فراہم کر دیا۔ دوسری طرف ہم نے ایسے مخلص اور صاحبِ کردار کارکن تیار کیے جو غلبۂ اسلام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دینے کا عزم رکھتے ہیں۔

## ریڈیو پاکستان

مولانا! اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تخریب پاکستان کی تبادلت کرنے والے لوگوں یا زیادہ صحیح لفظوں میں مسلم لیگ کے پیش نظر اور آپ کے پیش نظر دراصل ایک ہی نسب العین تھا، جو کہ طریق کار مختلف ہو گیا، لیکن ایسا کیوں ہوا کہ دونوں تنظیموں کے درمیان مفاہمت یا تو پیدا نہ ہوئی یا کسی وجہ سے پس منظر میں چلی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تک بعض لوگوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ جماعت اسلامی تخریب پاکستان کی راہ میں مزاحم ہوتی، یا کم از کم یہ کہ اس نے اس تخریب کا ساتھ نہ دیا۔ ایک ہی سمت میں چلنے والوں کے بارے میں ایسا تاثر پیدا ہونے کے کوئی حقیقی اسباب تھے یا اس کے پس پردہ کچھ لوگوں کے اپنے مقاصد اور محرکات تھے؟

## مولانا نے محترم

میرے خیال میں اس قسم کا تاثر جان بوجھ کر پیدا کیا گیا اور ایسا کرنے والوں کے کئی مقاصد اور محرکات ہو سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے از خود یہ تاثر لیا انھوں نے ہمارا لٹریچر پڑھے بغیر دور ہی سے ایک رائے قائم کر لی۔ لیکن ان کے برعکس کچھ وہ لوگ تھے جو یہ جانتے تھے کہ ہمارا طرز فکر کیا ہے، ہم کس مقصد کے لیے کام کر رہے ہیں اور ہمارے پیش نظر کیا نظام قائم کرنا ہے، لیکن چونکہ یہ چیز ان کو پسند نہ تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم اس مقصد میں کامیاب ہوں اس لیے انھوں نے جان بوجھ کر ہمیں بدنام کرنے کے لیے ہمارے اُد پر بہت سے الزامات چسپاں کیے جن میں سے ایک الزام تخریب پاکستان کی مخالفت کا تھا۔ لیکن ہم نے کبھی اس بات کی پروا نہیں کی کہ ہمارے مخالفین ہمارے بارے میں کیا پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ ہم اپنا فرض جس کو سمجھتے تھے اسے انجام دیتے رہے۔ ہمارا طرز فکر یہ تھا کہ جب مسلمانوں کی اپنی ایک الگ مملکت قائم ہونی ہے تو اس کا نظام اسلام ہی کی بنیادوں پر قائم ہونا چاہیے۔ اس کے لیے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا، ہم نے علمی حیثیت سے کام کر کے یہ بتا دیا کہ اسلامی نظام حکومت کے خدوخال کیا ہوتے ہیں اور موجودہ دور میں اس کا قیام کس طرح ممکن ہے۔ اسلامی ریاست سے متعلقہ مباحث کے بارے میں ضروری مواد پیش کر دیا گیا تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ اسلامی نظام کا کوئی گوشہ تشنہ وضاحت رہ گیا ہے۔

دوسری طرف ہم نے تعلیم و تربیت کے ذریعے سے ایسے کارکن بھی تیار کیے کہ اگر اس مقصد کے حصول کے لیے سیاسی جدوجہد کی ضرورت پیش آئے تو وہ یہ فریضہ بھی انجام دے سکیں، کیونکہ ہمارا خیال یہ تھا کہ ملک تقسیم ہو جانے اور پاکستان قائم ہو جانے کے بعد ایسی کوئی جماعت منظم نہ کی جاسکے گی۔ بعد کے حالات نے یہ بتایا کہ ہمارا یہ اندازہ بالکل صحیح تھا اور اگر ہم نے اُس وقت ایک الگ گوشے میں بیٹھ کر ایسے کارکنوں کی تربیت اور تنظیم نہ کر لی ہوتی تو پاکستان بننے کے بعد ہم یہ



کام کسی طرح انجام نہ دے سکتے۔

### ریڈیو پاکستان

یہ رائے قائم کرنے کی کیا وجہ تھی کہ آپ قیام پاکستان کے بعد یہ کام نہ کر سکیں گے جبکہ پاکستان بننے کے بعد بھی مختلف جماعتیں وجود میں آئیں؟

### مولانا تے محترم

آپ کو معلوم ہے کہ حصول پاکستان کے بعد اسی جماعت نے، جس کے منشور میں یہ شامل تھا کہ حصول آزادی کے بعد ہم سیفٹی ایکٹ جیسے غیر جمہوری قوانین کو منسوخ کر دیں گے، سیفٹی ایکٹ پاس کیا۔ اس کا مقصد اس کے سوا کیا تھا کہ کوئی شخص ان کی مرضی کے خلاف ملک میں کام نہ کر سکے۔ اس طرح کے اور بھی بعض اقدامات کیے گئے جو اس چیز کا ثبوت ہم پہنچاتے ہیں۔ میں عوام کا ذکر نہیں کر رہا ہوں کیونکہ وہ تو اپنے مقصد میں بہر حال مخلص تھے۔ لیکن جن لوگوں کے ہاتھ میں اختیارات آئے انھوں نے اسلامی حکومت کے قیام کے بنیادی تقاضوں کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ جس وقت ہم نے ۱۹۴۸ء میں اسلامی حکومت کے اصول پیش کر کے ان کو عملی جامہ پہنانے کا مطالبہ شروع کیا تو اس کو مسلسل ٹالا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد پہلا کرنے کا کام تو یہ تھا کہ ریاست کے مقاصد (OBJECTIVES) متعین کرنے والی قرارداد پاس کی جاتی جس میں اسلامی ریاست کے اصول و مقاصد آئینی زبان میں طے کیے جاتے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ ہماری ہمسایہ ریاست ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی نے آزادی کے بعد سب سے پہلا کام ریاست کے مقاصد طے کرنے کا کیا۔ یہ ایک اصولی بات تھی۔ لیکن ہمارے اس مطالبے کو، جو درحقیقت پورے اہل پاکستان کا مطالبہ اور قیام پاکستان کا ایک فطری تقاضا تھا ورنہ اعلان نہ سمجھا گیا۔ اس کو خوش آمدید کہنے کے بجائے انھوں نے اس کو اپنے لیے ایک خطرہ گردان کر مختلف تاخیری حربے اختیار کیے اور آخر کار مجھے اور جماعت اسلامی کے دو اور ذمہ دار اہمحاب کو گرفتار کر لیا۔ اُن کا گمان شاید یہ تھا کہ اس طرح اس مطالبے کو دبایا جا سکتا ہے۔ لیکن اُن کا یہ خیال درست نہ تھا کیونکہ یہ پاکستان کے لیے جدوجہد کرنے والے تمام لوگوں کے دلوں کی آواز تھا۔ ایک بہت ہی قلیل طبقہ ایسا موجود تھا جس کو یہاں اسلامی حکومت کا قیام ناگوار تھا اور وہ یہ خیالات رکھتا تھا کہ اگر یہاں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو وہ یہ ملک ہی چھوڑ کر چلا جائے گا، لیکن ملک کی بہت بڑی اکثریت یہاں اسلامی نظام کے سوا کوئی اور نظام نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

### ریڈیو پاکستان

مولانا، کیا آپ نے ایک الگ مسلم ریاست کے قیام یا ہندوستانی مسلمانوں کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے کوئی دوسری

سیاسی تجاویز بھی پیش کی تھیں؟

مولانا تے محترم

میں نے ایسی تین تجاویز پیش کی تھیں یہ اُس زمانے کی بات ہے جبکہ ابھی تحریک پاکستان باقاعدہ شروع نہیں ہوئی تھی۔

ریڈیو پاکستان

کیا آپ کی تجاویز قرار داد پاکستان کے منظور ہونے سے پہلے سامنے آتی تھیں؟

مولانا تے محترم

جی ہاں، یہ تجاویز میں نے قرار داد پاکستان سے تقریباً دو تین برس پہلے ۱۹۳۸ء میں پیش کی تھیں۔ پہلے یہ ترجمان القرآن میں چھپیں پھر مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش "حصہ دوم کے نام سے چھپنے والی کتاب میں شائع ہوئیں، اور اب وہ "تحریک آزادی ہند اور مسلمان" حصہ اول میں شائع شدہ موجود ہیں۔ ان میں سے ایک تجویز تو یہ تھی کہ ہندوستان کی ریاست کسی ایک قوم کی ریاست نہ ہو بلکہ وہ مختلف قوموں کے ایک بین الاقوامی دفاق کی طرز پر ایک وفاقی حکومت ہو جس میں مسلمانوں کی تہذیبی خود مختاری (CULTURAL AUTONOMY) از روئے آئین اور از روئے قانون تسلیم کی جائے اور اس کے عملی حصول و اثبات کے لیے مسلمانوں کے پاس حکومتی اختیارات اور ذرائع وسائل (RESOURCES) موجود ہوں۔ دوسری تجویز یہ تھی کہ ہندوستان میں بننے والی مختلف قوموں کے الگ الگ علاقے طے کر دیے جائیں جہاں وہ جمہوری طریق پر اپنی خود مختار ریاستیں بنا سکیں اور ان کے درمیان ایک خاص مدت تبادلہ آبادی کے لیے مقرر کر دی جائے۔ تیسری تجویز یہ تھی کہ اگر یہ دونوں تجاویز نمانی جائیں تو پھر ملک کو تقسیم کر کے مسلمانوں کی الگ خود مختار ریاست وجود میں لائی جائے۔

ریڈیو پاکستان

پاکستان کے نظریاتی مخالفین یہ نعرہ لگاتے رہے ہیں اور اس نظریے کو عملاً بھی پیش کیا گیا کہ ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان قائم کرنے کی تجویز دراصل انگریزی تسلط کو برقرار رکھنے کی ایک اسکیم تھی؟

مولانا تے محترم

یہ تو ایک ایسا جھوٹ ہے جس میں ایک فی ہزار بھی سچائی نہیں ہے۔ انگریزوں کے بارے میں جتنی تاریخی دستاویزات موجود ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملک کو آزاد کرنے کے لیے تو تیار تھے لیکن وہ اس کے لیے قطعاً تیار نہ تھے کہ یہاں مسلمانوں کی ایک الگ اسلامی ریاست وجود میں آئے۔ اور اس برصغیر ہی کی بات نہیں وہ دنیا بھر میں کسی جگہ آزاد اسلامی

حکومت کا وجود نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ برطانوی حکومت کے ایک بہت بڑے ستون اور مدبر نے غالباً ۱۹۰۷ء یا ۱۹۰۹ء میں یہ بات کہی تھی کہ مسلمان تو میں اگر آزادی چاہتی ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہو سکتے ہیں لیکن اگر وہ اسلامی حکومت قائم کرنا چاہیں تو ہم انہیں کبھی ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ یہ تصور تقریباً تمام مغربی قوموں کے دماغوں میں موجود رہا ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہیں آنا چاہیے، اور اگر کہیں ایسا ہو جائے تو اس کو قائم نہیں رہنے دینا ہے۔ اس لیے یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ انگریزوں نے یہاں اپنا کوئی BASE بنانے کے لیے تحریک پاکستان کو پسپا اور پاکستان قائم ہونے کا موقع دیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر فی الواقع ان کی ایسی کوئی اسکیم تھی تو پھر انہوں نے پاکستان میں اپنا کون سا

BASE بنایا؟

### ریڈیو پاکستان

قیام پاکستان کے بعد ایک مرحلے پر نظریہ پاکستان کی تعبیر معاشی حوالے سے بھی کی گئی اور کہا گیا کہ پاکستان کا قیام مسلمانوں کو ہندوؤں کے معاشی استحصال سے نجات دلانے کے لیے عمل میں لایا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مقصود محض سیاسی آزادی تھی۔

آپ اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

### مولانا نے محترم

میں یہ بات پہلے وضاحت سے بیان کر چکا ہوں کہ قیام پاکستان کا واحد محرک جذبہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کی محبت اور ایک اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش تھی۔ سلیک بڑا سیدھا سادا سوال ہے کہ اگر قیام پاکستان سے محض مسلمانوں کی سیاسی یا معاشی آزادی مقصود ہوتی تو پھر تحریک پاکستان میں ہندوستان کے ان علاقوں کے مسلمانوں کو شامل ہونے کی کیا ضرورت تھی جن کو پاکستان میں شامل نہیں ہونا تھا۔ وہ کیوں ایسے پاکستان کے لیے اپنی جانیں کھپاتے جس کی سیاسی آزادی اور معاشی فائدوں میں سے کوئی جتنہ ان کو ملنے والا نہیں تھا؟

### ریڈیو پاکستان

ابھی مسلم لیگ اور جماعت اسلامی کے نصب العین کے سلسلے میں کچھ گفتگو ہو چکی ہے۔ اسی ضمن میں ایک اور سوال یہ ہے کہ جب جماعت اسلامی اور تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والی جماعت مسلم لیگ کے مقاصد ایک ہی تھے تو کیا ان دونوں جماعتوں کے درمیان کبھی کوئی رابطہ یا تعاون موجود رہا۔ اگر رہا تو کس شکل میں رہا اور اگر نہیں رہا تو اس کے اسباب کیا تھے؟

### مولانا نے محترم

یہ رابطہ و تعاون موجود رہا اور اس کی کئی شکلیں تھیں۔ ان میں سے ایک شکل یہ تھی کہ مسلمانوں کی جدگماہز قومیت کے

اثبات میں اور متحدہ قومیت کے کانگریسی نظریے کے خلاف جتنا کچھ میں نے لکھا، اور مسلمانوں کو جس طریقے سے میں نے یہ بات سمجھائی کہ ایک غیر مسلم حکومت کے تحت لادینی جمہوری نظام کے اندر مسلم اقلیت کا حشر کیا ہوگا، اس کو مسلم لیگ نے بہت بڑے پیمانے پر استعمال کیا کیونکہ اس طرح کا کوئی مدلل لٹریچر مرتب شکل میں کہیں اور موجود نہیں تھا۔

ریڈیو پاکستان

کیا مسلم لیگ کے پاس بھی موجود نہیں تھا؟

مولانا نائے محترم

یہی تو میں بتا رہا ہوں کہ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب مسلم لیگ کے قائدین نے اس بات کو محسوس کیا کہ مسلمان بہر حال ایک اسلامی حکومت کے طالب ہیں اور اسی کے لیے وہ جدوجہد کر رہے ہیں تو انہوں نے ضروری سمجھا کہ اسلامی حکومت کا کوئی اب خاکہ اور عملی ڈھانچا مرتب کیا جائے جس کے مطابق آگے چل کر کام کیا جاسکے اور تحریک پاکستان کے مؤیدین کا اطمینان بھی اس سے ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور اس کے اندر مجھے بھی مدعو کیا گیا۔ میں نے اس میں بڑی خوشی سے شرکت کی۔ لیکن پھر معلوم نہیں ہوسکا کہ بعد میں اس کام کو کیوں ختم کر دیا گیا۔ اس کمیٹی کے قیام کے لیے نواب چغتاری نے کوشش کی تھی اور انہی کی دعوت پر میں اس میں شریک ہوا تھا اس وقت میری یہ دلی خواہش تھی کہ اسلامی حکومت کے تمام خدوخال پوری طرح واضح کر دیے جائیں تاکہ آئندہ پاکستان بننے کے بعد کبھی یہ مسئلہ پیدا نہ ہو کہ یہاں پر کیسی حکومت بنائی اور چلائی جائے اسی مقصد کے پیش نظر میں نے اس کمیٹی کو اپنا تعاون پیش کیا۔

ریڈیو پاکستان

مولانا، کیا مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش میں آپ کے شائع شدہ خیالات علامہ اقبال تک بھی پہنچے تھے؟

مولانا نائے محترم

نہیں، افسوس ہے کہ علامہ اقبال کا انتقال اپریل ۱۹۳۸ء میں ہو گیا تھا اور سیاسی کشمکش حصہ دوم کے مضامین جن کا میں نے ذکر کیا ہے، ان کے انتقال کے بعد لکھے گئے۔ یہ مضامین میں نے نومبر دسمبر ۱۹۳۸ء میں لکھے تھے۔

ریڈیو پاکستان

انڈین نیشنل کانگریس کے بارے میں آپ کے خیالات، کیا تھے؟

## مولانا سٹے محترم

کانگریس کے بارے میں میری رائے تو ۱۹۲۲ء ہی میں واضح طور پر اس کے خلاف ہو گئی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں جب سڈھی اور شیٹنگٹن کی تحریکوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کشمکش پیدا کی، اور اس کے نتیجے میں جگہ جگہ فسادات ہوئے تو اس زمانے میں مسلمان لیڈروں نے گاندھی جی اور بعض دوسرے ہندو لیڈروں سے مل کر یہ بات کی کہ تصادم اور فسادات کی جو آگ جگہ جگہ بھڑک اٹھی ہے اس کو روکا جائے۔ اس کی واحد صورت یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی زیادتی ہو، وہاں ہم مسلمانوں کی مذمت کریں اور جہاں ہندوؤں کی زیادتی ہو وہاں آپ ہندوؤں کی مذمت کریں۔ اس بات پر اتفاق کیا گیا لیکن اس کے بعد جب کولٹ میں ہندو مسلم فساد ہوا تو گاندھی جی نے بڑے زور سے مسلمانوں کی مذمت میں بیان دیا اور ہندوؤں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ بولے۔ اس کے بعد بھی ایسے واقعات رونما ہوئے کہ جہاں بھی ہندوؤں کی طرف سے زیادتی ہوئی وہاں گاندھی جی بالکل خاموش رہے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر کانگریس کے بارے میں میرے خیالات مستقل طور پر ایسے بدلے کہ پھر کبھی ان میں کوئی تغیر نہیں آیا، مجھے اندازہ ہو گیا کہ اس گروہ اور اس کے لیڈروں کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں رکھی جاسکتی پھر میں نے کانگریس کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس کی پوری تاریخ کا مطالعہ کیا اس ضمن میں تمام دوسری متعلقہ چیزوں کا مطالعہ کر کے میں نے اس کے مرض کی پوری تشخیص کر لی اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لی کہ اس پارٹی کی حقیقت کیا ہے اور اس کے عزائم کیا ہیں۔

## ریڈیو پاکستان

کیا کانگریس کے بارے میں آپ کے کچھ منساین شائع بھی ہوئے؟

## مولانا سٹے محترم

جی ہاں، ”مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش“ حصہ دوم کو آپ دیکھئے میں نے اس میں کانگریس کے حقیقی چہرے کو بالکل بے نقاب کر کے رکھ دیا یہ کتاب اب ”تحریک آزادی ہند اور مسلمان“ حصہ اول میں شامل شدہ موجود ہے۔

## ریڈیو پاکستان

برصغیر کے رہنماؤں اور لیڈروں میں ملاقاتوں اور مراسلت کا ایک طریقہ رائج رہا ہے۔ کیا آپ نے بھی کبھی اس

طریقے سے مختلف رہنماؤں سے رابطہ قائم کیا؟

## مولانا سٹے محترم

ہاں ایسا بارہا ہوا۔ جہاں تک مسلم لیگی رہنماؤں سے رابطے کا تعلق ہے جب جماعت اسلامی قائم ہوئی

تو میں نے اس کے پہلے جنرل سیکرٹری قمر الدین خاں صاحب کو قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کے لیے بھیجا تا کہ وہ انہیں بتادیں کہ یہ تحریک آپ کے مقابلے میں یا آپ کے خلاف نہیں اٹھانی چاہیے بلکہ اس کا ایک خاص مقصد اور نصب العین ہے۔ وہ مقصد اور نصب العین بھی درحقیقت وہی ہے جو آپ کا ہے، لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ آپ مسلمانوں کے لیے ایک ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کو ایک حقیقی اسلامی ریاست بنانے کے لیے کام کر سکیں۔ موجودہ حالات میں یہی ایک قابل عمل شکل ہمارے سامنے آئی ہے کہ آپ جس انداز سے حصول پاکستان کی کوشش کر رہے ہیں وہ آپ کریں، ہم اس میں کسی طرح کی دخل اندازی درست نہیں سمجھتے لیکن بعد کے حالات کو نظر میں رکھتے ہوئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس دور کی طوفانی سیاست سے الگ رہ کر ایسے تربیت یافتہ کارکن اور علمی مواد فراہم کر سکیں جو آگے چل کر کام آئیں۔ قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے اس بات کو توجہ سے سنا اور اس پر اپنی پسندیدگی اور اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد پھر مجھے کسی اور شخص سے اس موضوع پر بات کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی، کیونکہ تحریک پاکستان کی اصل ذمہ دار اور فیصلہ کن شخصیت قائد اعظم ہی تھے اور ان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دیا گیا۔ قمر الدین خاں صاحب نے یہ بات اپنے ایک مضمون میں بھی بیان کر دی ہے جو **تفکر (THINKER)** میں شائع ہوا تھا۔

### ریڈیو پاکستان

کانگریسی رہنماؤں اور ان کے ہم خیال مسلمان علماء سے بھی کبھی آپ کی کوئی اہم ملاقات یا خط و کتابت

ہوتی ہے؟

### مولانا محترم

ان میں سے بعض حضرات کے ساتھ میرے بہت پرانے تعلقات تھے۔ ایک زمانے میں میں مسلسل چار سال تک (۱۹۲۵ء تا ۱۹۲۸ء) جمعیتہ علمائے ہند کے اخبار **الجمعیۃ** کا ایڈیٹر رہا۔ اس دور میں جمعیتہ علمائے ہند کے ساتھ میرا قریبی رابطہ رہا۔ وہ لوگ مجھے اچھی طرح جانتے تھے اور میں ان کو اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن جب ۱۹۳۶ء میں میں نے اپنے مضامین لکھنے شروع کیے...

### ریڈیو پاکستان

کیا متحدہ قومیت کے خلاف؟

## مولانا نے محترم

جی ہاں، متحدہ قومیت کے خلاف اور کانگریس کے ساتھ تعاون کرنے کے نقصانات اور دوسرے متعلقہ مباحث پر، جن میں میں نے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ مسلمانوں کے لیے کام کرنے کا ایک بالکل جداگانہ راستہ ہے تو اسی حلقے کے بعض حضرات نے، جن کو میرے خیالات و افکار اور میری شخصیت کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہ تھی، اپنے اخبار میں میرے خلاف یہ لکھا کہ سر سکندر حیات نے بیچاس ہزار روپے دے کر مجھے پنجاب میں بلایا ہے، تو اس کے بعد میں ان لوگوں سے بائوس ہو گیا اور میں نے ری فیصد کر لیا کہ اب ان سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

## ریڈیو پاکستان

کیا اس سلسلے میں آپ کی کوئی خط و کتابت بھی ہوئی؟

## مولانا نے محترم

جی ہاں، بعض حضرات سے میری خط و کتابت بھی ہوئی۔ جماعت اسلامی کی تشکیل کے وقت میں نے تقریباً ۵۰ علما کو خطوط لکھے تھے جن میں میں نے یہ کہا تھا کہ اول تو یہ آپ حضرات کے کرنے کا کام تھا۔ اچھا ہوتا کہ آپ اس کے لیے آگے بڑھتے اور ہم آپ کے پیچھے چلتے، لیکن اب چونکہ آپ نے اس کام کی طرف توجہ نہیں دی اور میں نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب آپ حضرات آگے بڑھ کر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیجئے اور ہرگز یہ مت سمجھتے کہ میں ہی اس کا امیر بن کر بیٹھنا چاہتا ہوں۔ آپ اس مقصد کے لیے اٹھیں، آپ کی رکاب تمام کر چلنا میرا کام ہے۔ لیکن اکثر حضرات نے تو میرے خطوط کا جواب ہی نہ دیا اور بعض حضرات نے جو جواب دیے وہ کچھ اس طرح کے تھے کہ تم کوئی مہدویت کا دعویٰ لے کر اٹھنے والے ہو اور یہ بات ہے اور وہ بات ہے، تو پھر اس کے بعد میں نے ان کی طرف کوئی قدم بڑھانا سب نہ سمجھا۔ افسوس ہے کہ اس زمانے کی وہ مراسلت، ہجرت کے وقت پٹھان کوٹ ہی میں رہ گئی۔ اس لحاظ سے تو افسوس ہوتا ہے کہ ایک تاریخی ریکارڈ ضائع ہو گیا لیکن اس لحاظ سے خوش بھی ہوں کہ خوش شدہ، برباد شدہ!

## ریڈیو پاکستان

مولانا، کیا علماء کے ایک طبقے کی طرف سے اب تک آپ کی جو مخالفت کی جا رہی ہے اس کی وجہ یہی تو نہیں ہے کہ آپ نے متحدہ وطنیت کے فلسفے کی مخالفت کی تھی؟

## مولانا نے محترم

میں تو یہی سمجھتا ہوں۔ متحدہ قومیت اور نسلی وطنیت کے خلاف جو دلائل میں نے دیے تھے ان کا کوئی رد تو ان علمائے کرام کے پاس تھا نہیں، البتہ میرے خلاف اپنی ناراضی کا اظہار کرنے میں وہ آزاد تھے اور مجھے اس سے کوئی بحث نہ تھی کہ ایک خالص دینی اور ملی مسئلے کے بارے میں معقول طریقے سے اپنا موقف بیان کرنے کے بجائے انہوں نے یہ راستہ کیوں اختیار کیا۔ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا تھا کہ ان میں سے ایک سربراہ آوردہ شخصیت نے صاف صاف یہ انداز استدلال اختیار کیا کہ چونکہ انگریز سوشلزم سے ڈرتا ہے اس لیے پہلے یہاں سوشلزم لانا چاہیے، اس کے بعد اسلام کے لیے راستہ خود بخود ہموار ہو جائے گا۔ میں نے اس پر تنقید کرتے ہوئے یہ لکھا کہ یہ مدار استدلال تو بڑی آفت ہے۔ کیا اس طرح ہم ہر اس چیز کو اختیار کرتے چلے جاتیں گے جس سے انگریز ڈرتا ہے۔؟ اسی طرح ایک اور صاحب نے اپنے مضمون میں لکھا کہ اس زمانے میں اسلامی نظام نہیں چل سکتا، اس زمانے میں سوشلزم ہی چل سکتا ہے، اس پر بھی میں نے بڑی سخت تنقید کی کہ کیا اب علمائے کرام کا کام باطل نظاموں کی حمایت کرنا ہی رہ گیا ہے؟ اگر اسلامی نظام قائم کرنے کی ہمت نہیں رکھتے تو کم از کم کفر کو تو تقویت نہ پہنچائیے!

## ریڈیو پاکستان

جس طرح بھارت کی دستور ساز اسمبلی نے آغاز ہی میں OBJECTIVES RESOLUTION پاس کیا

تھا اس قسم کا ریڈیویشن پاکستان میں کب پاس ہوا؟

## مولانا نے محترم

اس قسم کا ریڈیویشن پاکستان میں مارچ ۱۹۴۹ء میں پاس ہوا جسے ہم قرارداد مقاصد کہتے ہیں۔ اس زمانے

میں میں حکومت پاکستان کی قید میں تھا۔

## ریڈیو پاکستان

کیا جماعت اسلامی نے اس کی منظوری کے سلسلے میں کوئی تحریک بھی چلائی تھی؟

## مولانا نے محترم

میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہم نے ۱۹۴۵ء میں مطالبہ نظام اسلامی کی ایک تحریک چلائی تھی جس میں تمام اہل پاکستان دل و جان سے شریک تھے۔ جب یہ مطالبہ مسلسل جاری رہا تو اکتوبر ۱۹۴۵ء میں مجھے اور میرا



طفیل محمد صاحب اور مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن ہمارے جیل چلے جانے کے باوجود جماعت برابر یہ کام کرتی رہی یہاں تک حکومت کو اس مطالبہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔

### ریڈیو پاکستان

اس قرارداد کی منظوری تک کیا کیا مراحل پیش آئے؟

### مولانا محترم

اول اول تو یہ کوشش کی گئی کہ کسی طرح یہ قرارداد دستور ساز اسمبلی میں پیش نہ ہو سکے۔ اسمبلی کے اندر ایک اچھا خاصا گروہ ایسا تھا جو ایسی کسی قرارداد کے منظور ہونے کا مخالف تھا جس سے پاکستان کا اسلامی تشخص آئینی طور پر ملے ہو سکے۔ بہت سے ایسے حضرات تھے جو یہ کہتے تھے کہ اگر ہم نے پاکستان کو ایک مذہبی ریاست بنایا تو ہم دنیا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ لیکن جب نظام اسلامی کا مطالبہ روز بروز شدت اختیار کرتا چلا گیا تو بالآخر مارچ ۱۹۴۹ء میں قرارداد مقاصد اسمبلی میں پیش اور منظور کی گئی اور اس میں تقریباً وہ سارے نکات آگئے جو میں نے ۱۹۴۸ء میں مطالبہ نظام اسلامی کے سلسلے میں اپنی لاکالج لاہور کی تقریر میں بیان کیے تھے۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد حکومت کا جو طرز عمل سامنے آیا، اس پر میں یہ سوچتا رہا کہ یہ قرارداد کس نیت سے پاس کی گئی ہے۔ اگر اس کے پیچھے واقعی یہ نیت کار فرما ہے کہ اب اس کو عملی جامہ پہنانا ہے تو پھر اس کے بعد مجھے اور میرے ساتھیوں کو قید رکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب اس کے بعد ہماری نظر بندی میں توسیع کی گئی تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ کس غرض کے لیے پاس کی گئی ہے۔ چنانچہ اپنی رہائی کے بعد جو پہلی تقریر میں نے کی تھی اس میں میں نے یہ کہا تھا کہ یہ قرارداد ایک ایسی بارش ہے کہ نہ جس سے پہلے کوئی گھٹا اٹھی اور نہ جس کے بعد کوئی روئیدگی ہوئی۔ بس ایک واقعہ تھا جو ہو گیا۔ بغیر کسی علت کے اور بغیر کسی نتیجے کے۔ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ قرارداد مقاصد پاکستان کے دستور کا دیباچہ بنتی چلی آرہی ہے لیکن کام اس کے مطابق کبھی نہیں کیا گیا۔

### ریڈیو پاکستان

آپ نے دستور ساز اسمبلی کے ارکان کو علمی اور سیاسی سطح پر متاثر کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اسمبلی میں آپ کے ہم خیال ارکان کی تعداد کتنی تھی؟

## مولانا کے محترم

ایسے ارکان کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد تھی۔ خود مولانا شبیر احمد عثمانی جیسی محترم شخصیت اسمبلی میں موجود تھی جو اندرا اور باہرا س مقصد کے لیے کوشاں تھی۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر عمر حیات صاحب اور بعض دوسرے حضرات ایسے تھے جو اس معاملے میں جدوجہد کر رہے تھے۔ ایسے حضرات بھی تھے جو دل سے اس بات کے قائل ہو گئے تھے کہ یہ کام کرنا چاہیے لیکن ایک دوسرا اچھا خاصا بااثر گروہ ایسا موجود تھا جو اس کو آخر وقت تک روکنے کی کوشش کرتا رہا۔ — بہر حال جب حکومت چلانے والے ذمہ دار لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ مطالبہ اب اتنا زور پکڑ چکا ہے کہ اگر اس کو مزید ٹالا گیا تو معاملات پکڑ جائیں گے تو یہ قرار داد منظور کر لی گئی۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اس کو منظور کرنے کے بعد جو کچھ کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا گیا۔ میں اس کو بدقسمتی سمجھتا ہوں کہ جس چیز نے پاکستان کو وجود بخشا تھا اس کو یہاں تقویت پہنچانے کے بجائے مسلسل کمزور کیا گیا اور اسی کا نتیجہ ہم نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی شکل میں دیکھا۔ مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان کے ساتھ ملا کر رکھنے والی چیز اسلام کے سوا کیا تھی لیکن ذرہ برابر کوشش اس امر کی نہیں کی گئی کہ اسلام کے ذریعے سے دونوں خطوں میں جو رابطہ ہے اس کو مضبوط بنایا جاتا۔ اس کے برعکس کیا یہ گیا کہ ناپچھنے گانے والے طاقتوں کے تبادلوں کو ثقافتی روابط کا ذریعہ ٹھہرایا گیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں کے لوگ مغربی پاکستان سے بدظن ہوتے چلے گئے اور وہ حقیقتی تعلق جو دونوں حصوں کے درمیان موجود تھا روز بروز کمزور سے کمزور تر ہونا چلا گیا۔ نا عاقبت اندیشی اور بد تدبیر کی حالت یہ تھی کہ وہاں بعض تعلیمی اداروں میں اسلامیات پڑھانے والے استاد ہندو تھے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حکمران طبقے کی غفلت کس درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ ادھر ہندوستان سے ایسا لٹریچر وہاں بارش کی طرح برسایا جا رہا تھا جو مشرقی پاکستان کے پڑھے لکھے طبقے کے اندر یہ زہر گھول رہا تھا کہ تمہاری قومیت کی بنیاد مذہب نہیں ہے بلکہ بنگلہ زبان اور بنگلہ نسل ہے۔ بنگال میں پیدا ہونے والے اور بنگالی بولنے والے ہندو اور مسلمان ایک قوم (بنگلہ قوم) ہیں اور یہ اردو بولنے والے مسلمان مہاجر ایک دوسری قوم ہیں۔ اس زہریلے لٹریچر کا سدباب کرنے کے لیے مطلق کوئی قدم نہ اٹھایا گیا بلکہ اس کو پھیلنے کی پوری آزادی دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ نوجوان نسل بنگالی قومیت کے فتنے کا شکار ہوتی چلی گئی اور آخر کار نو بت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان نے مسلمان کی آبرو لوٹی اور اس کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔

## ریڈیو پاکستان

قیام پاکستان کے فوراً بعد جماعت اسلامی کے بارے میں اس وقت کے حکمرانوں کا جو رویہ سامنے آیا اس

کے اسباب آپ کے خیال میں کیا تھے؟

### مولاناؒ محترم

فوراً بعد ایسا نہیں ہوا۔ جب پاکستان قائم ہوا تو اس کے بعد مجھے بار بار ریڈیو پاکستان پر بلا یا گیا۔ میرا وہ سلسلہ تقاریر اسی زمانے میں ریڈیو پاکستان سے نشر ہوا جو بعد میں "اسلام کا نظام حیات" کے نام سے شائع ہوا۔ ان تقاریر پر میں نے اسلام کے اخلاقی، روحانی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔۔۔ اس کے بعد ریڈیو پاکستان سے ایک مباحثہ بھی اس موضوع پر نشر کیا گیا کہ آیا پاکستان کو ایک اسلامی ریاست ہونا چاہیے یا نہیں۔ ایک صاحب مخالفت جانب سے اسلامی حکومت کے خلاف اپنے دلائل دے رہے تھے اور میں نے ان میں سے ایک ایک چیز کا مدلل جواب دے کر یہ بات ثابت کی کہ یہاں صرف اور صرف اسلامی حکومت ہی قائم ہونی چاہیے اور اس کے بارے میں جتنے شکوک و شبہات اور اعتراضات ہیں وہ سب بے وزن اور بے حقیقت ہیں۔ اس طرح مجھے ریڈیو پاکستان سے کھل کر اسلامی حکومت کے حق میں استدلال کرنے کا موقع دیا گیا۔۔۔ لیکن اس کے بعد یہ رویہ تبدیل ہو گیا، اور یہ تبدیلی اس وقت سامنے آئی ہے جب ۱۹۴۸ء میں مجھے اور جماعت اسلامی کے دو اور ذمہ دار رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا۔

### ریڈیو پاکستان

کیا آپ کے علم میں اس کا کوئی ایک سبب ہے؟

### مولاناؒ محترم

ہو سکتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ قائد اعظم علیہ الرحمۃ جب تک زندہ تھے ان کو وہ گفتگو یاد ہی ہو جو میری جانب سے جماعت اسلامی کے قیام کے موقع پر جماعت کے سیکرٹری جنرل نے ان سے کی تھی، اور جس سے انہوں نے اتفاق اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے سوا کوئی اور سبب ہو۔۔۔ لیکن بہر حال یہ بات واضح ہے کہ حکومت کے رویے میں یہ صریح تبدیلی قائد اعظم کی وفات کے بعد ہی واقع ہوئی۔

### ریڈیو پاکستان

کیا آپ کے خیال میں اس کو سیاسی رقابت کا شاخسانہ قرار دیا جاسکتا ہے؟

## مولانا نے محترم

بھئی۔ میں تو نہ کبھی کسی کا رقیب پہلے تھا نہ اب ہوں۔ اگر کچھ لوگوں نے از خود رقابت کا کوئی احساس اپنے اوپر طاری کر لیا ہو تو میں نہیں کہہ سکتا۔ میرے پیش نظر تو کبھی یہ نہیں رہا کہ میں کسی کو مسند حکومت سے ہٹا کر خود اس پر بیٹھ جاؤں۔ میرے پیش نظر ہمیشہ جو چیز رہی اور آج بھی ہے وہ یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا ہے اس کو پورا کیا جائے، اور اس کی تکمیل انہی لوگوں کے ہاتھوں سے ہو جو حکومت پر فائز ہیں تو چشم مارو شن دل ماشا اللہ میں نے بار بار اپنی تقریروں میں یہ بات کہی ہے کہ جو کوئی بھی قیام پاکستان کا مقصد پورا کرے میں اس کے ساتھ چہرہ اسی بن کر کام کرنے کے لیے تیار ہوں، مجھے کوئی عمدہ اور منصب نہیں چاہیے۔ نگرانہ معلوم کیوں برسر اقتدار حضرات کے دماغ یہ سوچنے سے قاصر رہے کہ کوئی شخص بے لوث ہو کر بھی اس مقصد کے لیے کام کر سکتا ہے۔

## ریڈیو پاکستان

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قیام پاکستان سے قبل اور بعد آپ نے اور آپ کی جماعت نے جو کام کیا وہ بے نتیجہ نہیں رہا؟ کیا آپ کے خیال میں آپ کی تحریک ناکام نہیں رہی ہے؟

## مولانا نے محترم

نہیں، ہماری تحریک ناکام نہیں رہی ہے۔ اصل میں یہ تحریک ایک فطری تدریج چاہتی ہے۔ یہ تحریک اسی وقت صحیح معنوں میں کامیاب ہو سکتی ہے جب کہ ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت اس کی ہم خیال بن جائے۔ اس وقت تک ہم ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت کو ہم خیال بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ملک کے عام باشندوں کی اکثریت کو شعوری طور پر اپنا ہم خیال بنانے میں ابھی وقت لگے گا جب ایسا ہو جائے گا تو اس وقت کوئی طاقت اس نظام کو برپا ہونے سے نہیں روک سکے گی جس کو برپا کرنے کے لیے ہم جدوجہد کر رہے ہیں۔

## ریڈیو پاکستان

ہمارے سامنے اس قسم کی مثالیں موجود ہیں کہ بعض نظریاتی ریاستوں کا وجود ایسی حالت میں عمل میں آیا جبکہ وہاں کے عام باشندے اس خاص نظریہ کے حامی و قائل نہ تھے، لیکن اقتدار پر قابض ہو کر با اختیار گروہ نے لوگوں کو نظریاتی رنگ میں رنگ کر کامیابیاں حاصل کیں۔ کیا آپ کے نزدیک اسلام کی سر بلندی کے لیے نظریاتی انقلاب کا یہ طریقہ مناسب نہیں ہے؟

## مولانا نے محترم

نہیں، ہم اس قسم کے طور طریقے اختیار نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں کی طرف آپ کا اشارہ ہے وہ پہلے لوگوں

کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم ورکرز کی حکومت قائم کریں گے، لیکن جب ان کے ہاتھوں سے 'ورکرز کی ڈکٹیٹر شپ' قائم ہوتی ہے تو اس کے اندر خود ورکرز سے بڑھ کر مظلوم و مقہور اور مجبور و بے بس طبقہ کوئی نہیں ہوتا۔ یہ دھوکہ بازی ہم نہیں کر سکتے۔ ہم تو لازماً عوام الناس کا ذہن اور ان کے خیالات کو تبدیل کر کے ہی اسلامی نظام قائم کریں گے۔

### ریڈیو پاکستان

اقتدار میں آنے کے بعد کیا حکومتی ذرائع و وسائل کو بروئے کار لاکر عملاً یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ چلے نظر ایسے ہی زیادہ قابل عمل اور صحیح و سود مند ہیں؟ کیا یہ زبانی تبلیغ اور کتابیں پڑھنے اور پڑھوانے سے زیادہ موثر طریقہ نہیں ہے؟

### مولانا نے محترم

اقتدار پر پہنچنے کے لیے آپ کون سا راستہ تجویز کرتے ہیں؟

### ریڈیو پاکستان

جیک اور اعلیٰ مقاصد کے لیے، ہم اسلامی تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ جہاد بھی ہوتا رہا ہے، اور اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایک سیاسی لیڈر کے سوچنے کا کام ہے کہ وہ طریقہ کیا ہو۔

### مولانا نے محترم

جس ملک میں ہم کام کر رہے ہیں اس کے اندر ہمارے نزدیک صحیح طریق کار یہی ہے کہ ہم جمہوری ذرائع ہی سے اسلامی انقلاب لانے کی کوشش کریں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں خواہ کتنی مرتبہ ڈکٹیٹر شپ قائم ہو جائے۔ اس کو کبھی استقامت نصیب نہیں ہوگا۔ وہ بار بار یہاں ناکام ہوگی اور بالآخر یہاں جمہوریت ہی کا طریقہ رائج ہوگا، اور اسی کے ذریعے سے ہم یہاں اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ ہم برابر لوگوں کے ذہنوں کو تیار کرنے کا کام کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے اندر یہ پیاس اور تڑپ پیدا ہو جائے کہ وہ کسی غیر اسلامی نظام کو قبول اور برداشت کرنے کے لیے تیار نہ رہیں۔ ہم نے یہ طریق کار اس بنا پر اختیار کیا ہے کہ اگر عام لوگوں کا ذہن اسلامی حکومت کے نظام کو بخوشی قبول کرنے پر تیار نہ ہو اور وہ زبردستی اوپر سے لاکر ان پر مسلط کر دیا جائے تو یہ نظام چل نہیں سکتا اور اس طرح کی حکومتیں قائم بھی ہو سکتی ہیں اور چل بھی سکتی ہیں لیکن اسلامی حکومت نہیں چل سکتی۔ اسلامی حکومت کے کامیابی کے ساتھ چلنے کا انحصار جہاں ایک

طرف اس بات پر ہے کہ اس کو چلانے والے ہاتھ صالح اور خدا ترس ہوں وہاں دوسری طرف اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں پر خدا کا قانون جاری کیا جائے وہ بھی اس قانون کے مطابق ڈھلنے پر تیار ہوں۔ اسلامی حکومت دراصل ایک ایماندار اور خدا ترس معاشرہ چاہتی ہے۔ اگر ایک بددیانت اور خون خدا سے عاری معاشرے میں اسلامی قوانین نافذ کر دیے جائیں تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ان قوانین کا کیا حشر ہو گا۔ جس معاشرے میں قانون کی رکھوالی کرنے والی پولیس بے ایمان اور حکومت کے اہل کار رشوت خور اور بد عنوان ہوں وہاں کیا بردستی اسلامی قوانین نافذ کر کے آپ اسلام کو کھلونا بنوائیں گے۔ اس بنا پر ہم اسے نزدیک اسلامی نظام کے قیام کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کی ایک عام طلب اور پیاس لوگوں کے اندر پیدا کی جائے۔ علاوہ برائے رلنے عام کو اس کے حق میں اس حد تک ہموار کر دیا جائے کہ کوئی غیر اسلامی نظام یہاں پینپ نہ سکے اور صرف وہی لوگ قیادت کے منصب پر آگے آسکیں جو نیک یعنی سے اسلامی نظام کو قائم کرنا چاہتے ہوں۔ ریاست پاکستان کی شکل میں مسلمانوں کو ایک اچھا موقع ضرور اس بات کا ملا تھا کہ وہ حکومت کے ذرائع و وسائل کو کام میں لا کر یہاں صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرہ اور اسلامی حکومت کی تشکیل کریں لیکن اس موقع کو اب تک جس طرح ضائع کیا گیا اس کی تفصیل میں مجھے جاننے کی ضرورت نہیں، ان سب حالات سے آپ بھی باخبر ہیں۔

### ریڈیو پاکستان

اس کی وجہ ہے کہ مسلمانان ہند اسلامی نظام قائم کرنے کی عزم سے ملک پاکستان حاصل کرنے میں تو سات آٹھ سال میں کامیاب ہو گئے لیکن اس کے بعد آپ کے خیال کے مطابق اسلامی حکومت کا قیام آج تک عمل میں نہیں آسکا؟

### مولانا نے محترم

اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جس چیز پر متحد ہوئے اس کے اندر ایک جذباتی اپیل تھی چنانچہ ایک الگ ملک حاصل کرنے میں وہ ایک مختصر مدت میں کامیاب ہو گئے لیکن اس کے بعد جو اصل تعمیری مرحلہ تھا اس کے لیے جس تیاری کی ضرورت تھی اور جو دماغی صلاحیتیں اور عملی قابلیتیں درکار تھیں وہ بڑی حد تک مفقود تھیں۔ بد قسمتی یہ ہوئی کہ جن لوگوں کے ہاتھوں سے اس مرحلے کی تکمیل ہونی تھی وہ خود اس کے لیے پُرجوش اور مستعد نہیں تھے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ان میں صحیح ارادہ ہی مفقود تھا تو وہ بھی غلط نہ ہو گا، کیونکہ انہوں

نے اپنے عمل سے یہ بات ثابت کی۔ اگر یہاں پر نیک نیتی کے ساتھ نظام تعلیم کی اصلاح و تشکیل نو کر دی جاتی، نظام معیشت اور نظام عدالت اور حکومت کے دوسرے شعبوں کو صحیح خطوط پر استوار کر دیا جاتا تو ایک ایسا معاشرہ وجود میں آسکتا تھا جو اسلامی معاشرہ ہوتا اور جس مقصد کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا وہ مشرمنہ تعبیر ہو جاتا لیکن اس سمت میں کوئی مثبت اقدام کیا ہی نہیں گیا، بلکہ اس کے برعکس یہاں مسلسل وہ حالات پیدا کیے گئے جن میں مسلمانوں کی حقیقی منزل نظروں سے اوجھل اور دور تر ہوتی چلی گئی۔ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے جو کچھ جدوجہد ہم کر سکتے تھے وہ برابر کرتے رہے اور آج بھی کر رہے ہیں لیکن اب تک جتنی حکومتیں برسر اقتدار آئی ہیں انہوں نے کبھی نہ خود اسلامی نظام کے قیام کے لیے دیانت داری سے کام کیا اور نہ ان لوگوں کو کرنے دیا جو خلوص نیت سے یہ کام کرنا چاہتے تھے اور اسی میں پاکستان کی بقا اور ترقی کو مضمر جانتے تھے۔ اعلیٰ سطح پر اس غلط روش کے نتائج یہ نکلے کہ عوام الناس کے اندر وہ جذبہ کمزور ہوتا چلا گیا اور آج ہمارا معاشرہ جس مقام پر کھڑا ہے، اس کی حقیقی کیفیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کی اصلاح میں اقتدار کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی میں پھیلنے والی خرابیوں کے بعد جو چیز حاصل ہو رہی ہے وہ تعلیم کی کمی ہے۔ ایک ایسے معاشرہ میں جس کی اکثریت تعلیم سے بے بہرہ ہے، اپنے لٹریچر اور تبلیغ و تقریر کے ذریعے سے جو کچھ کام کرنا ہمارے لیے ممکن ہے وہ کر رہے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اتنے محدود وسائل کے ساتھ کوئی بڑا اور فری نتیجہ نکال کر دکھانا مشکل ہے۔

### ریڈیو پاکستان

قیام پاکستان کے بعد سے مختلف حکومتوں کا جو رویہ آپ کی جماعت کے بارے میں رہا ہے، ابھی ہم اس کا ذکر کر رہے تھے۔ غالباً کل چھ سات حکومتیں اس سارے عرصے میں بنی ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں جو کچھ فرمایا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی اور مختلف برسر اقتدار آنے والی حکومتوں کے درمیان کوئی واضح منہاہمت نہیں ہو سکی، بلکہ ایک طرح مزاحمت کی صورت رہی ہے، جب کہ اس دوران میں بعض ایسے افراد بھی ذمہ داری کے منصب پر رہے ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ذہنی طور پر آپ کے ہم خیال تھے۔ لیکن پھر بھی یہ مستقل کشمکش کی فضا کیوں رہی، ہے؟ کیا اس پر آپ کچھ روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے؟

### مولانا تے محترم

بات دراصل یہ ہے کہ حکومتیں تو ضرور بدلتی رہی ہیں لیکن ایک خاص طبقہ ایسا رہا ہے جو حقیقت میں

اقتدار کا حامل تھا اور حکومتیں تبدیل ہونے سے اس طبقے کے اختیارات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ حکومت کا کاروبار بیشتر اسی طبقے کی منشا کے مطابق چلتا رہا ہے۔ یہ بات مجھے بھی معلوم ہے کہ بعض ایسے اصحاب ملک کی وزارتِ عظمیٰ پر فائز رہے ہیں جو اسلامی نظام کے حامی تھے لیکن ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس اُونچے منصب پر ہوتے ہوئے بھی کس قدر بے اختیار تھے۔ ایک زمانے میں جب ہم مطالبہ نظامِ اسلامی کی مہم پورے زور سے چلا رہے تھے تو اس وقت کے وزیرِ اعظم صاحب نے مجھے کھلا بھیجا کہ مجھے آپ کے مقصد سے پورا اتفاق ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں نے اس کو عملی شکل دینے کی کوشش کی تو میں اپنی جگہ پر نہ رہ سکوں گا، اور فی الواقع ان کے ساتھ ہوا بھی یہی! ایک اور صاحب بھی تھے جو ملک کے سب سے بڑے انتظامی منصب پر رہے اور ان کے خیالات بھی ہمارے علم میں تھے لیکن وہ بھی اس معاملے میں بالکل بے بس تھے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ ایک ایسے شخص کو ملک کی صدارت پر لائے کے لیے مجبور تھے۔ جس کو اسلام کے نام سے چڑھتی صدارت پر فائز ہونے کے بعد اس شخص نے اسلامی نظام کی کوششوں کو مفلوج کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ پھر ملک کی وزارتِ عظمیٰ پر ایک ایسے صاحب فائز ہوئے جنہوں نے جداگانہ انتخاب کا اصول ختم کرا کے مخلوط انتخاب کا طریقہ زبردستی نافذ کرایا اور اس طرح مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بنیاد رکھ دی۔ میں نے اسی زمانے میں صاف طور پر کہہ دیا تھا، جو دکھا اور چھپا ہوا موجود ہے کہ مخلوط انتخاب کے سخت پہلا انتخاب ہی پاکستان کی قسمت کا فیصلہ کر دے گا، دوسرے انتخاب کی نوبت ہی نہ آسکے گی۔ اب یہ واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ تو اس طرح کے لوگوں سے ہمیں سابقہ پیش آتا رہا اور ہماری جو مزاحمت آغاز ہی میں ہمارے سامنے آگئی تھی وہ برابر کسی نہ کسی شکل میں باقی رہی۔ کیونکہ کسی ایک آدمی کا صدر یا وزیرِ اعظم ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا، حکومت چلانے والا اصل طبقہ ایک ہی رہتا ہے اور اسلام کے بارے میں اس کا رویہ بھی ایک جیسا رہتا ہے۔ اسی طبقہ کو اسلام کا غلبہ پسند نہیں اور اس مقصد کے لیے وہ ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا رہا ہے۔ اب خدا کا شکر ہے کہ آہستہ آہستہ اس طبقے میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اسلامی نظام کو پسند کرتے ہیں اور امید ہے ان شاء اللہ دیر یا سویر حالات بدلیں گے۔

ریڈیو پاکستان

آپ کی ذات اور جماعتِ اسلامی کے بارے میں اربابِ اقتدار کی مخالفت کے سلسلے میں ایک واقعہ



اس طرح یاد آتا ہے کہ جب آپ کو پہلی بار گرفتار کیا گیا تو اس وقت کی حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ جہاد کشمیر کے سلسلے میں آپ کا موقف پاکستان کے قومی مفاد سے متصادم ہے۔ آپ اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیں گے؟

### مولانا تے محترم

اس معاملے میں کوئی بات کہنے سے پہلے میں ایک بات پوچھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر فرض کیجئے کہ پاکستان کے کسی سیاسی رہنما کی جانب سے کوئی ایسی بات کہی جائے جو جہاد کشمیر کے خلاف ہو تو اس بات کو اچھلانا اور بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت کرنا پاکستان کے مفاد میں ہے یا اس کو دبا دینا قرین مصلحت و حکمت ہے؟

### ریڈیو پاکستان

ظاہر ہے کہ اس کو دبا دینا پاکستان کے مفاد میں ہے۔

### مولانا تے محترم

مگر ہوا یہ کہ ایک شخص پشاور میں میرے پاس آکر یہ کہتا ہے کہ میں علیحدگی میں ایک بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ زندہ موجود ہیں جن کے سامنے وہ میرے پاس آیا۔ میں نے کہا بسم اللہ تشریف لائیے۔ ان صاحب نے کہا کہ پاکستان کشمیر میں جو جہاد کر رہا ہے، آپ اس میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟ میں نے کہا: بھئی پاکستان اگر واقعی جہاد کرے تو میں اس سے پیچھے رہنے والا نہیں ہوں لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ پاکستان جہاد بھی کر رہا ہے اور نہیں بھی کر رہا ہے۔ یو۔ این۔ او کے اندر پاکستان کا منہ بند یہ بیان دیتا ہے کہ ہم کشمیر میں نہیں لڑ رہے ہیں اور اگر قبائلی لشکر کشمیر میں گئے تو ہم ان کے موافق ہند کر دیں گے۔ دوسری طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کشمیر میں لڑ رہا ہے۔ تو یہ اسلامی جہاد کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ سیدھی طرح سے اسلامی جہاد کیجئے ہم اس میں جان و مال سے حاضر ہیں، یہ ہمارا قومی اور ملکی مسئلہ ہے ہم اس سے پہلو تہی کیوں کر کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ صاحب تشریف لے گئے۔ اگلے روز پشاور کے اخبارات میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان صاحب نے مجھ سے اپنی گفتگو کی یہ رپورٹ شائع کرانی کہ میں نے جہاد کشمیر کو حرام قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو لوگ وہاں لڑائی میں مارے جائیں گے وہ حرام موت مریں گے۔ اس کے فوراً بعد ہی اس من گھڑت رپورٹ کو ریڈیو پاکستان سے براڈ کاسٹ کرنا شروع کیا گیا اور تمام اخبارات میں ایک زبردست پراپیگنڈہ مہم میرے خلاف شروع کر دی گئی۔ میں حیران تھا کہ یہ سب کیا کھیل

ہو رہا ہے۔ اگر فرض کیجئے کہ میں نے وہی کچھ کہا ہو جو انہوں نے میری طرف سے منسوب کیا تو سیدھا سا سوال یہ تھا کہ کیا یہ چیز خود ریڈیو پاکستان کو نشر کرنی چاہیے تھی کہ ابوالاعلیٰ مودودی نام کا ایک شخص جسے بہر حال پاکستان کے اندر اور باہر لوگ کسی نہ کسی حیثیت سے جانتے ہیں وہ کشمیر میں جہاد کرنے کے خلاف ہے؟ اس سے پاکستان کا کون سا مفاد لوہا ہوتا تھا اور خود کشمیر کے اندر لڑنے والوں کو اس سے کیا تقویت پہنچی تھی کہ انہیں اس شک میں مبتلا کرنا ضروری سمجھا گیا کہ ایک شخص ان کی جنگ کو جہاد نہیں سمجھتا؟۔۔۔ یہ کھیل اس معاملے میں کھیلا جا رہا تھا۔ میں پشاور سے واپس لاہور آیا۔ میں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایک سراسر غلط بات مجھ سے منسوب کی جا رہی ہے، مجھے موقع دیا جائے کہ میں ریڈیو پر آکر خود اس کی تردید کروں، لیکن انکار کر دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ حکومت اور پاکستان کے مفاد میں تھا یا اس کے خلاف تھا؟ اب آپ خود ہی بتائیے کہ اس کے محرکات کیا تھے؟

### ریڈیو پاکستان

اس وقت کے اخبارات کے بارے میں تو یہ تاثر نہیں تھا کہ وہ حکومت کے باڈے کے سامنے بے بس اور مجبور ہیں۔ کیا کسی اخبار یا اخبار نویس نے اس سلسلے میں آپ سے کوئی رابطہ قائم کیا جس سے آپ کی تردید سامنے آسکتی؟

### مولانا نے محترم

کسی اخبار کی طرف سے کوئی شخص میرے پاس رابطہ قائم کرنے کے لیے نہیں آیا۔ ہمارا اپنا اخبار "تسنیم" تھا جس کے ذریعے سے ہم اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے تھے لیکن اس کو بھی بند کر دیا گیا۔ تاکہ ہم اپنی بات لوگوں کے سامنے نہ رکھ سکیں۔ دوسرے اخبارات کا آپ ذکر فرما رہے ہیں۔ میری بات شاید کسی کو تلخ لگے مگر ہے واقعہ یہی کہ اس زمانے میں اخبارات پر مسلم لیگ کا تعصب طاری تھا اور ان کا طرز فکر یہ تھا کہ جو مسلم لیگ سے تعلق نہیں رکھتا وہ ضرور گردن زدنی ہے۔ اس حالت میں ہماری بات جتنی کچھ لوگوں تک پہنچ سکتی تھی اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

### ریڈیو پاکستان

کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سارا پروپیگنڈا آپ کے خلاف کسی اقدام کی تمہید کے طور پر تھا؟

### مولانا نے محترم

حالات آپ کے سامنے ہیں۔ جس زمانے میں یہ سب کچھ ہو رہا تھا میں دیکھ رہا تھا کہ میرے رفقا اس

سے پریشان ہیں لیکن میں نے انہیں اطمینان دلایا، اور وہ میرے رفقا خدا کے فضل سے اب بھی موجود ہیں جن سے میں نے یہ بات کسی تھی کہ آپ بالکل پریشان نہ ہوں، ہمارے خلاف جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس کا ہمیں ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچے گا۔ جو کچھ یہ لوگ کرنا چاہتے ہیں کریں۔ ان شاء اللہ ہمارے نام آگے ہی بڑھیں گے اور امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں بدنام کرنے کی ان ساری کوششوں کے باوجود ہمارے قدموں کو آگے بڑھنے سے کبھی نہیں روکا جاسکا۔

### ریڈیو پاکستان

کیا وہ صاحب جنہوں نے جہاد کشمیر کے سلسلے میں وہ بات آپ سے منسوب کی تھی آپ سے بعد میں کبھی معافی مانگنے بھی آئے تھے؟

### مولانا محترم

جی ہاں، یہ امر واقعہ ہے کہ ان صاحب نے مجھ سے آکر معافی بھی مانگی لیکن بعد میں جا کر خود ہی اس کی تردید بھی کر دی۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ صاحب کس اثر کے تحت میرے پاس آئے تھے اور پھر کس اثر کے تحت انہوں نے جا کر اس کی تردید بھی کر دی۔ لیکن میں نہ کبھی اس بات کا خواہشمند تھا کہ وہ آکر مجھ سے معافی مانگیں اور نہ مجھے اس کی کوئی پروا ہوئی کہ انہوں نے جا کر اس کی تردید کر دی!

### ریڈیو پاکستان

مخلوط انتخاب کی مضرتوں کے بارے میں آپ کی جو رائے تھی وہ تو بہر حال اب ایک امر واقعہ ہے، لیکن اس سے پہلے پاکستان میں بعض جزوی ذمہ داری کے انتخابات ہوتے رہے جن میں جماعت اسلامی نے حصہ لیا۔ اس کے علاوہ عوام و خواص سے رابطے کی دوسری شکلیں بھی جماعت اختیار کرتی رہی ہے جن میں لٹریچر اور اجتماعات وغیرہ بھی شامل ہیں اور جماعت کا ایک اچھا خاصا حلقہ۔ اثر ملک کے اندر محسوس کیا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود آپ کے خیال میں اس کا کیا سبب رہا کہ ۱۹۷۶ء کے انتخابات میں جماعت کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی، اتنی کامیابی بھی نہیں ہوئی جتنی بعض ایسی جماعتوں کو بھی حاصل ہوئی جن کا عوامی رابطہ جماعت کی سطح کا بہر حال بہتر تھا؟

### مولانا محترم

اس کے بہت سے اسباب ہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جماعت اسلامی محض انتخاب جیتنے کو اہل کام قرار نہیں دیتی۔ وہ اصل کام اس کو سمجھتی ہے کہ عام لوگوں کی ذہنی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ ایک صحیح اور صالح نظام

کے طالب نہیں اور اس نظام کو چلانے کے قابل ہو سکیں۔ اس بنا پر جماعت لوگوں سے غلط قسم کے وعدے نہیں کر سکتی اور نہ لوگوں کو غلط قسم کی توقعات دلا سکتی ہے۔ جماعت اسلامی نے اب تک جس انداز سے ملک میں کام کیا ہے اس کی وجہ سے لوگ اس کے بارے میں ایک واضح رائے رکھتے ہیں۔ جماعت سے کوئی شخص یہ توقع نہیں کر سکتا کہ اگر اس کا کوئی آدمی کسی جرم کی پاداش میں پکڑا جائے گا تو جماعت کا کوئی ایم پی لے یا ایم این اے اس کو قانون کی گرفت سے چھڑوانے جائے گا۔ خدا کا فضل ہے کہ جماعت اسلامی ایک بے داغ اور کھری جماعت ہے۔ وہ سیدھے سیدھے اپنے مقاصد اور اصول لوگوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اس کے پیش نظر کبھی یہ نہیں رہا کہ وہ کسی نہ کسی طرح انتخاب جیت جائے۔ وہ چاہتی ہے کہ اگر وہ انتخاب میں کامیاب ہو تو صحیح طریقے سے ہو اور اس بات کا انحصار اس چیز پر بھی ہے کہ انتخاب صحیح اصول پر اور صحیح شرائط و حالات کے مطابق ہو۔ آج تک یہاں کوئی انتخاب صحیح طریقے پر (FAIR) نہیں ہوا۔ جس وقت ۱۹۵۷ء میں پنجاب میں پہلے انتخابات ہوئے ہیں اس وقت بدعنوانیوں کے نئے ریکارڈ قائم کیے گئے۔ اس زمانے کے پولیس سپرنٹنڈنٹس کو بلا کر یہ بدایات دے دی گئیں کہ فلاں فلاں حضرات کو جتنا ہے۔ یہ ابتدا تھی اس ملک میں جمہوری تجربے کی۔ اس کے بعد جو آیا اس نے پچھلے تجربات سے فائدہ اٹھا کر اور مزید تحقیقات کو کے ان میں اضافہ کیا اور یہ اضافہ برابر چل رہا ہے۔

## ریڈیو پاکستان

لیکن ۱۹۷۷ء کے انتخابات کے بارے میں یہ واضح تاثر پایا جاتا ہے، پاکستان کے اندر بھی اور باہر بھی، کہ یہ انتخابات واقعی آزادانہ تھے۔ آپ کی اس تاثر کے بارے میں کیا رائے ہے۔

## مولانا شے محترم

جہاں تک مشرقی پاکستان کا تعلق ہے وہاں انتخابات ممکن حد تک زیادہ سے زیادہ UN FAIR ہوا۔ مجیب الرحمن کی عوامی لیگ کو یہ بالکل کھلی چھٹی دے دی گئی تھی کہ انتخاب میں جو دھاندلی اور زیادتی وہ کر سکتی ہے کر گزرے۔ جگہ جگہ جبر و تشدد سے کام لیا گیا۔ بہت سے مقامات پر ان لوگوں نے دوسری جماعتوں کے پورنگ ایجنٹس کو پورنگ بوتھس میں داخل ہی نہیں ہونے دیا۔ ان کے بکس تک جلا ڈالے گئے۔ خیمے اکھاڑ دیئے گئے مسلمان عورتوں کو دوٹ ڈالنے کے لئے گھروں سے تقریباً نکلنے ہی نہیں دیا گیا اور ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ کوئی شریف آدمی ان کی اس دھاندلی کو روکنے کی کوشش نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے برعکس ہندو عورتیں اس طرح دوٹ ڈالنے کے لئے جاتی رہیں جس طرح چیونٹیوں کی قطار چلتی ہے۔ اس طرح کے اور تھکانڈے انہوں نے پوری آزادی سے

اختیار کئے جس کے نتیجے میں یہ ممکن ہی نہ رہا کہ مجیب الرحمن کے خلاف عوامی رائے کا کوئی صحیح اظہار ہو سکتا — جہاں تک مغربی پاکستان کا تعلق ہے، اس میں شک نہیں کہ یہاں پہلے کے مقابلے میں زیادہ FAIR انتخابات ہوئے لیکن اگر آپ حالات کا ناقدانہ جائزہ لیں تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہاں بھی انتخابات صحیح نہیں ہوئے۔ دو تین چیزیں یہاں بھی انتخاب کا صحیح نتیجہ برآمد ہونے پر اثر انداز ہوئیں۔ تعلیم یا نئے طبقے کی حد تک، بعض خاص قسم کے گروہوں کو چھوڑ کر، اکثریت نے ووٹ ہمارے حق میں ڈالے، لیکن ان پڑھ طبقے کو مختلف گروہ دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئے۔ کسی نے ان کو یہ فریب دیا کہ اگر ہم برسرِ اقتدار آگئے تو ہم تمہیں اتنے ایکڑ فی کس کے حساب سے زمین دیں گے، جو ٹیکسی تم چلاتے ہو اور جس مکان میں تم رہتے ہو اس کے تم مالک بنا دیئے جاؤ گے۔ یہ پرچی لے جاؤ، جب ہم کامیاب ہو جائیں گے تو آجانا ہم تمہیں فی کس ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دیں گے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس طرح سے ان کے فریب میں آگئی۔ باقی لوگوں کو مختلف طریقوں سے بہکانے کا کام کچھ دوسرے حضرات نے کیا۔ میں ان کے نام کیا لوں۔ جب کسی قوم کے عمال اس کو دھوکا دینے اور بیوقوف بنانے پر اتر آئیں تو اس کا جو انجام ہو سکتا ہے وہ آپ سمجھ سکتے ہیں، اور وہ عملاً سب کے سامنے موجود ہے۔ ہمیں اس کا کوئی انسوس نہیں کہ ہم نے اس طرح کے ہتھکنڈے اختیار کر کے ان انتخابات میں کامیابی حاصل نہ کی۔ ہم صرف صحیح طریقے سے اپنی کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس وقت تک یہ کوشش کرتے رہیں گے۔ جب تک کہ ہم اپنی قوم کے ذہن اور مزاج کو نہ بدل دیں۔

## ریڈیو پاکستان

اسی انتخاب کے بارے میں ایک سوال اور — غیر منصفانہ انتخاب ہونے کا ایک مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکومت انتخابات کو کسی خاص ڈھب پر لے جانا چاہتی ہے اور ایک شکل وہ ہے جو آپ نے بیان فرمائی کہ انتخاب جیتنے کے لیے غلط طریقے اختیار کیے جائیں۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے کہ اس وقت کی حکومت ان انتخابات کو کسی خاص ڈھب پر نہیں لے جانا چاہتی تھی۔ اس لیے ان کو غیر منصفانہ کہنا مشکل ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

## مولانا محترم

ہم یہ چاہتے تھے اور اس مقصد کے لئے ہم نے تجاویز بھی پیش کی تھیں کہ انتخابات کو غیر جانبدارانہ اور منصفانہ و آزادانہ بنانے کے لئے انتخابات کا ایک قانون بنایا جائے جس میں انتخاب جیتنے کے مختلف ناروا طریقوں کو ممنوع قرار دیا جائے اور اس میں اس چیز کا اہتمام رکھا جائے کہ اگر کوئی فرد ایسے ناروا طریقے اختیار کرے تو اس پر الیکشن کمیشن کی جا

سکے۔ اسی طرح قانون میں اس امر کی رعایت بھی ملحوظ رکھی جائے کہ اگر کسی پارٹی کے امیدوار دوسری پارٹی یا اس کے لیڈروں پر چھوٹے الزامات لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کریں تو ان الزامات کے خلاف واقعہ ثابت ہونے یا ان کا ثبوت نہ تیار ہونے کی صورت میں اس طرح انتخاب جیتنے والوں کا انتخاب کا عدم قرار دیا جاسکے۔ علاوہ ازیں جھوٹا پروپیگنڈا کرنے کو بھی انتخابی قانون کے تحت قابل گرفت بنایا جائے تاکہ رائے عامہ کو گمراہ نہ کیا جاسکے۔ اسی طرح کے بعض اور اقدامات بھی ہم نے تجویز کئے تھے جو منصفانہ انتخابات کی ضمانت بن سکتے تھے لیکن ان میں سے کسی کو پذیرائی حاصل نہ ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک بھر میں پوری انتخابی مہم ایک نہایت غلط اور ناپسندیدہ فضا میں چلتی رہی اور بد اخلاقی، بد عزمانی اور غلط گردی کو پورا عروج نصیب ہوا۔ ہمارے خلاف دن رات جھوٹا پروپیگنڈا کیا گیا اور ہر سہت اور اوچھا بستیار لوگوں کو ہم سے بدظن کرنے کے لیے استعمال کر ڈالا گیا لیکن کوئی طاقت ایسی موجود نہ تھی جو اس بد عزمانی کے سدباب کی دیا نندارانہ کوشش کرتی۔ ہر چیز کھلی چھوڑ دی گئی۔ اس فضا میں یہ توقع کیے کی جاسکتی تھی کہ لوگ موزوں اور منصفانہ نمائندوں کا انتخاب بے لاگ طریقے سے کر سکیں گے۔ اس بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ انتخابات بھی کسی طرح صحیح اور FAIR انتخابات کی تعریف میں نہیں آتے۔ ہمارے نزدیک یہ بات غلط ہے کہ کوئی برسر اقتدار گروہ طاقت کے ذریعے سے انتخابات جیتے، یہ بھی غلط ہے کہ کوئی فرد روپے کے زور سے انتخاب میں کامیابی حاصل کرے اور یہ بھی غلط ہے کہ کوئی شخص عوام کو دھوکہ دے کر انتخابات کا نتیجہ اپنے حق میں برآمد کرے۔

## سب از بویہ پاکستان

اب چند سوالات اس موضوع سے بہت کر مولانا، آپ نے پاکستان کی حد تک تو اپنی تحریک، تحریک اسلامی کے بارے میں بڑی وضاحت سے معلومات ہم سپنچائی ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ اسلامی تحریک جغرافیائی حدود کے اندر پابند نہیں ہو سکتی اس لیے اس کے کچھ عالمی اثرات بھی رونما ہوئے ہوں گے یا آپ نے بطور خاص اس رُخ پر کام کرنے کی کوشش کی ہوگی کیا آپ پاکستان سے باہر اپنی تحریک کے اثرات پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

## ۴۔ زلاناٹے محترم

دیکھئے، دُنیا کے حالات ایسے ہیں کہ مسلمان کسی تحریک کو بین الاقوامی پیمانے پر نہیں چلا سکتے۔ دوسری تو میں عالمی سطح پر اپنی تنظیمیں اور ادارے (INSTITUTIONS) قائم کر سکتی ہیں کیونکہ ان کے پیچھے بعض عالمی طاقتیں کام کرتی ہیں، لیکن اسلام کے لئے کام کرنے والوں کے لیے یہ ممکن نہیں۔ غیر مسلم ممالک کا معاملہ پھر بھی مختلف ہے۔ خود مسلمان ممالک بھی اس بارے میں کو ہدایت نہیں کرتے کہ ان کے اندر کوئی بین الاقوامی تنظیم قائم ہو اس لئے ہم نے جماعت اسلامی کو بحیثیت جماعت اسلامی پاکستان رکھا ہے۔

اور کسی دوسرے ملک میں اس کی شاخ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ البتہ ہمارا لٹریچر وسیع پیمانے پر دُنیا کے مختلف حصوں میں پہنچ رہا ہے۔ اب تک بہت سی غیر ملکی زبانوں میں ہماری متعدد کتابوں کے تراجم شائع ہو چکے ہیں، اس طرح ہمارے افکار دُنیا میں پھیل رہے ہیں۔ ہمارے لٹریچر میں یہ دعوت موجود ہوتی ہے کہ جو لوگ ہمارے خیالات سے متفق ہوں وہ اپنے طور پر اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی کوششوں کو بروئے کار لائیں، لیکن ہم کسی جگہ اپنی جماعت کی شاخ قائم کرنے کی دعوت نہیں دیتے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض ممالک میں "جماعت اسلامی" کے نام سے بالکل جداگانہ تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں۔ جن کا نام تو جماعت اسلامی ہی ہے لیکن ان کا کسی قسم کا تنظیمی تعلق ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ مثلاً جب پاکستان بنا تو جماعت اسلامی کے جوار کان ہندوستان میں رہ گئے۔ انہوں نے جماعت اسلامی ہی کے نام سے اپنی الگ تنظیم قائم کر لی۔ اسی طرح سیلون میں جماعت اسلامی کی دعوت سے متاثر لوگوں نے اپنی جماعت بنائی اور اس کا نام جماعت اسلامی رکھ لیا۔ نیپال میں ایک تنظیم جماعت اسلامی کے نام سے قائم ہو چکی ہے۔ لبنان میں ایک جماعت کا نام *الجماعة الإسلامية* ہے۔ ان سب جماعتوں کا ہمارے ساتھ کوئی تنظیمی تعلق تو نہیں ہے البتہ وہ ہمارے لٹریچر سے استفادہ کرتی ہیں۔ بعض دوسرے مقامات پر مختلف گروہ دعوت اسلامی کا کام کر رہے ہیں اور وہ بھی ہمارے لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے ہیں *الانخوان المسلمون* بھی ہمارے لٹریچر سے استفادہ کرتے رہے ہیں اور خود انخوان کے لٹریچر سے دُنیا کے مختلف ممالک میں دعوت اسلامی کا کام کرنے والے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

### ریڈیو پاکستان

مولانا، آپ کے نزدیک اسلامی دُنیا میں اسلام کا مستقبل کیا ہے؟

### مولانا نے محترم

اسلام کا مستقبل تو ہمیشہ اچھا ہی رہا ہے اور وہ کبھی خراب نہیں ہو سکتا، البتہ مسلمانوں کے مستقبل کا سوال اس سے مختلف ہے۔ مسلمانوں کا مستقبل تو صرف اور صرف اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر یہ سیدھے سیدھے ہے اور بچے مسلمان بنیں تو ان کا مستقبل بہت اچھا ہے، لیکن اگر یہ مسلمان بھی رہیں اور کلمہ مسلمانوں کے سے کریں تو ان کو خدا کی طرف سے سزا ضرور ملتی ہے اور وہ مل رہی ہے۔

### ریڈیو پاکستان

پاکستان سے باہر اسلامی ممالک میں سے کون سا ملک ایسا ہے جہاں آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں تحریک اسلامی کے

اثرات زیادہ قوی پائے جاتے ہیں، اور وہاں اسلامی نظام کے قیام کے امکانات زیادہ ہیں؟

مولانا نے محترم

اس کی وضاحت کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا!

ریڈیو پاکستان

مولانا، آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز ہونے سے پہلے آپ کی تصانیف الجہاد فی اسلام، پردہ، رسالہ دینیات اور بعض دوسری کتابوں کی وجہ سے آپ کی شخصیت علمی لحاظ سے اچھی طرح متعارف ہو چکی تھی۔ بعد کے دور میں جب آپ کی عملی سیاسی زندگی کا آغاز ہوا تو اس زمانے میں بھی آپ نے اپنی بہت سی دوسری تصانیف کے علاوہ اپنی تفسیر قرآن "تفہیم القرآن" کی تکمیل فرمائی۔ کیا آپ اس پر روشنی ڈالیں گے کہ ایک طویل سیاسی جدوجہد کے ساتھ آپ نے تفہیم القرآن کی تکمیل کے لیے کس طرح وقت نکالا اور اس میں کیا مراحل درپیش رہے؟

مولانا نے محترم

جب میں یہ سوچتا ہوں کہ میں نے یہ کام کس طرح کیا تو خود میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں یہ کام کیسے کر گیا۔ بس اسے اللہ تعالیٰ کا فضل ہی سمجھنا چاہیے کہ اس نے مجھے اتنی ہمت اور توفیق بخشی۔ تفہیم القرآن لکھنے کا کام میں نے جماعت اسلامی کی تشکیل کے چند ماہ بعد ہی شروع کر دیا تھا اور یہ زمانہ وہ تھا جب میری زندگی کا سب سے طوفانی دور شروع ہوا۔ یعنی ایک طرف مجھے علمی کام کرنا پڑا تھا اور دوسری جماعت کی تنظیم و تربیت کا مسئلہ درپیش تھا۔ جماعت کی تنظیم و توسیع کے لیے مجھے دورے بھی کرنے پڑتے تھے اور کارکنوں کی تربیت کے طویل و محنت طلب پروگرام بھی بنجانے پڑتے تھے۔ تحریک کے تعارف کے لیے اور اس ضمن میں پیش آمدہ سوالات کے جوابات بھی خطوط کی شکل میں لکھنے پڑتے تھے، بلکہ ابتداء میں تو ایک وقت ایسا تھا کہ حساب کتاب جیسے کام بھی مجھے خود ہی انجام دینے پڑتے تھے اور ان ساری مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری تھا۔ جو تحریک ہم نے کراٹھ رہے تھے وہ اس بات کی متقاضی تھی کہ اس کے پیچھے ایسے تشفی بخش لٹریچر کی طاقت بھی موجود ہو جو اس دور کے ذہنوں کو اسلام کی حقانیت اور احیائے اسلامی کی ضرورت پر مطمئن کر سکے بلکہ ان کے اندر اس کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دینے کا جذبہ اور عزم و حوصلہ بھی پیدا کر سکے۔ متحدہ دکانوں میں سناٹا عالم میں لکھیں کہ رات کو عشاء کی غماز کے بعد لکھنے سے یہ بیٹھتا تھا اور صبح کی اذان کے ساتھ اٹھتا تھا۔ پوری پوری رات مطالعہ و تحریر میں گزر جاتی۔ بس ایک وقت تھا جب جسم میں طاقت تھی اور میں یہ سارے کام کر لے گیا، میں نہیں کہہ سکتا کہ کیسے کر لے گیا، لیکن اب میری صحت کا جو حال ہے وہ



اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ میں نے اپنے جسم سے کتنا کام لیا ہے۔ اب میرا جوڑ جوڑ اور عضو عضو مجھ سے اس کا حساب پوچھتا ہے کہ تم نے ہم سے اتنا سخت کام کیوں لیا!

ریڈیو پاکستان

مولانا کہی کیا اس چیز کا حساب لگایا گیا ہے کہ آپ نے کتنا لکھا ہے اور روزانہ کا اوسط کیا رہا ہے؟

مولانا نے محترم

کوئی اندازہ نہیں۔ میں بس لکھتا گیا ہوں اور کبھی حساب لگا کر نہیں دیکھا کہ کتنا لکھا ہے۔

ریڈیو پاکستان

ویسے تو آپ کی تصانیف کا تعلق اصولی طور پر علوم دینی کی تبلیغ و ترویج سے ہے، لیکن کیا اس موضوع سے

ہٹ کر بھی آپ نے کبھی کچھ لکھا ہے؟

مولانا نے محترم

میں نے اپنے اس موضوع سے ہٹ کر کبھی نہیں لکھا، اور نہ ہر طرح کے موضوعات پر لکھنا کبھی میرے

پیشیں نظر تھا!

ریڈیو پاکستان

ویسے تو علوم دینیہ پر لکھنے والوں کے لیے سب سے بڑا اطمینان یہی ہو سکتا ہے کہ ان کا کام خدا کے

ہاں مقبول ہو، لیکن ہمارے ہاں بعض ایسے ضعف بھی ہیں جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ انہوں نے تصنیف و تالیف

کے میدان میں جو محنت کی وہ ان کی توقع کے مطابق اہمیت و مقبولیت حاصل نہیں کر سکی۔ اس پہلو سے آپ کا

ذاتی تاثر کیا ہے؟

مولانا نے محترم

میں پوری طرح مطمئن ہوں کہ میری کتابوں کو جس طرح مقبول ہونا چاہیے تھا وہ مقبول ہوئی ہیں۔ ملک

کے اندر بھی اور ملک کے باہر بھی!

ریڈیو پاکستان

ملک کے باہر آپ کی کون سی تصانیف زیادہ شوق کے ساتھ دیکھی گئی ہیں؟

مولانا نے محترم

ملک کے باہر ان کتابوں کی پذیرائی اور قبولیت کا زیادہ تر انحصار اس بات پر تھا کہ ان کے تراجم باہر کی

زبانوں میں کس حد تک ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ تراجم عربی زبان میں ہوئے ہیں۔ اس کے بعد فارسی، ترکی اور انگریزی زبان میں ہوئے ہیں۔ بعض دوسری زبانوں میں ایک ایک دو دو کتابوں کے تراجم ہوئے ہیں۔ مثلاً فرانسیسی، جرمنی، اطالوی اور جاپانی وغیرہ میں۔ عربی تراجم سے ترکی اور فارسی میں اور انگریزی تراجم سے بعض یورپی زبانوں اور جاپانی وغیرہ میں ترجمے کئے گئے ہیں۔ سب سے زیادہ زبانوں میں اور سب سے زیادہ تعداد میں چھپنے والی کتاب رسالہ "دینیات" کہی جاسکتی ہے۔

### ریڈیو پاکستان

ایک تاثر یہ ہے کہ آپ نے اسلامی نظریہ حیات کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے دوسرے نظریات پر جو تنقید کی ہے اس میں بالخصوص سوشلزم کے رد میں بہت کچھ لکھا ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اس نظریے کے مخالفین کو اپنے موقف کے حق میں دلائل جمع کرنا ہوں تو وہ آپ کی تحریروں سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ اسی سے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بعض لوگ آپ پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ آپ سرمایہ داری کے حامی ہیں اور جماعت اسلامی نے انتخابات میں یا عام ملکی سیاست میں جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو سہارا دیا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کیا کہنا پسند فرمائیں گے؟

### مولانا نے محترم

اول تو یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے غیر اسلامی نظریات اور نظاموں پر تنقید کرتے ہوئے صرف سوشلزم کا رد کیا ہے، اتنی ہی سخت تنقید میں نے سرمایہ داری پر کی ہے۔ اگر کوئی شخص دیانتداری سے میرے صحیح موقف کو جاننا چاہے تو وہ میری کتابوں سے اس کو باسانی معلوم کر سکتا ہے۔ سردست اس ضمن میں میں صرف اپنی کتاب "سود" کا حوالہ دینا کافی سمجھتا ہوں۔ جہاں تک عام ملکی سیاست یا انتخابات کا تعلق ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ اگر ملک کے جاگیر دار، زمیندار اور دوسرے سرمایہ دار مجھ سے خوش تھے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ انتخابات میں انہوں نے میرا ساتھ نہیں دیا؟ اس کے برعکس انہوں نے تو ساتھ ان لوگوں کا دیا جو سوشلزم کی باتیں کر رہے تھے۔ یا تو وہ بیوقوف تھے کہ انہوں نے اپنے "دشمنوں" کا ساتھ دینا پسند کیا۔ یا اصل حقیقت کچھ اور ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اس بات کو خوب چانتے تھے کہ اگر اقتدار جماعت اسلامی کے ہاتھ میں آیا تو ان کی یہ زمینداریاں، یہ جاگیرداریاں اور یہ بڑی بڑی سرمایہ داریاں سب ختم ہو جائیں گی۔ ایک بار میں نے اپنی تقریر میں ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب تمہاری سرمایہ داریاں زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکیں گی اب تمہارے

سامنے دو راستے ہیں، ایک راستہ اسلام کا ہے اور دوسرا سوشلزم کا، ایک طرف ڈاکٹر کا نشتر ہے اور دوسری طرف ڈاکو کا خنجر۔ ان دونوں میں سے ایک کا انتخاب کر لو۔ چنانچہ انہوں نے یہ خیال کر کے کہ ڈاکو کے خنجر سے ڈرتے کی کیا ضرورت ہے، ڈاکو کے ساتھ مل جاؤ۔ وہ اپنا خنجر تمہارے ہی حوالے کر دے گا۔ چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے بڑھ کر ان لوگوں کا پرچم تمام لیا جو سوشلزم کا نعرہ بلند کر کے عوام انکس کی ہمدردیاں حاصل کرنے کا گڑا استعمال کر رہے تھے۔ ہمارا ساتھ کس سرمایہ دار یا جاگیر دار نے دیا ہے؟

### ریڈیو پاکستان

مولانا، ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ آپ نے اپنی گزشتہ زندگی میں بڑی محنت اور ریاضت سے کام کیا ہے یہاں تک کہ صحت پر اس کے شدید اثرات پائے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آجکل اپنی صحت کے موجودہ عالم میں آپ اپنے معاملات اور لکھنے پڑھنے کے کاموں کے ساتھ خود کو کیسے ADJUST کر رہے ہیں؟

### مولانا نے محترم

اصل میں اللہ تعالیٰ ہی نے ADJUST کر دیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے کوئی ایسی بیماری نہیں دی ہے جس میں میں اس کے دین کا کام نہ کر سکوں۔ بس ایسی بیماریاں دی ہیں جو صرف میری ذات کو تکلیف دینے والی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان سے میرے گناہ ہی معاف ہوں گے مثلاً اب میں بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتا ہوں اور مجھے کوئی تکلیف یا تکان لاحق نہیں ہوتی لیکن کھڑا ہوں یا چلوں تو قدم قدم پر تکلیف محسوس کرتا ہوں۔ ڈیڑھ منٹ سے زیادہ میں کھڑا نہیں رہ سکتا اور زیادہ دُور تک چل نہیں سکتا کیونکہ کسی لمحے بھی ہمارے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

### ریڈیو پاکستان

مولانا، آج کل آپ کیا تصنیف فرما رہے ہیں؟

### مولانا نے محترم

آج کل میں سیرتِ پاک پر کام کر رہا ہوں۔

### ریڈیو پاکستان

یہ کام آپ نے تفہیم القرآن کی تکمیل کے بعد شروع کیا ہے؟

### مولانا شہ محترم

جی ہاں، تبخیم القرآن کی تشکیل بھی بڑے عزیز یعنی حالات میں ہوئی۔ اس کا آخری حصہ میں نے دل کا عہد ہونے کے بعد صحت بحال ہونے پر لکھا۔ بعض اوقات تو یوں لگتا تھا کہ شاید میں اسے مکمل نہ کر سکوں گا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس کی تشکیل کی طاقت بخش دی۔ اب اس کے بعد سیرت پاک پر کام کر رہا ہوں۔ بہت شروعات سے میرا یہ احساس رہا ہے کہ تفسیر قرآن کے بعد دوسری چیز لازم سیرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی اہمیت ہے اور اسے لکھنا چاہیے کیونکہ اس کا قرآن مجید کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اسی مقدمہ کے پیش نظر یہ لکھ رہا ہوں چنانچہ توقع ہے کہ اگر لوگ اس کو تبخیم القرآن کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو انشاء اللہ اس سے دین اور دعوت اسلامی کی فہم میں مزید مدد ملے گی بلکہ اسلامی سیرت و کردار کی تعمیر کے لئے بہت مفید ہوگی۔

### ریڈیو پاکستان

یہ کام کس حد تک ہو چکا ہے؟

### مولانا شہ محترم

کئی دور مکمل کر چکا ہوں اور آج کل مدنی دور کیلئے مواد فراہم کر رہا ہوں۔

### ریڈیو پاکستان

اس نشست میں آج ہماری گفتگو میں تحریک پاکستان، قیام پاکستان کے بعد کے حالات اور جماعت اسلامی کی تحریک اور جدوجہد کے ضمن میں خاصی معلومات ہمارے سامنے آئی ہیں۔ اگر ان سب چیزوں کی روشنی میں یہ سوال کیا جائے کہ اگر جماعت اسلامی پاکستان میں سرگرم عمل نہ ہوتی تو کیا حالات ہوتے، تو اس سلسلے میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

### مولانا شہ محترم

یہ سوال تو کچھ ایسا ہی ہے کہ آپ کسی سے پوچھیں کہ سبھی تو پیدا نہ ہوا ہوتا تو کیا ہوتا؟.....

### ریڈیو پاکستان

چہرہ، ایک تحریک یا جماعت کے بارے میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔

### مولانا شہ محترم

جس وقت جماعت اسلامی کی تشکیل کی گئی اور پھر کے حالات ایک خاص رخ پر آگے بڑھ رہے تھے

اُس وقت میرا یہ اندازہ تھا کہ تحریک پاکستان کے نتیجے میں اگر ملک تقسیم ہوا تو ایک علاقہ تو وہ ہو گا جہاں پاکستان بنے گا اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے گی۔ وہاں اس علاقے کو ایک حقیقی اسلامی مملکت میں ڈھالنے کا مرحلہ درپیش ہو گا اور دوسرا علاقہ وہ ہو گا جہاں ہندوؤں کی حکومت ہوگی اور اس میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد آباد ہوگی۔ ان کے اندر اسلام کے لیے کام کرنے والوں کی ایک منظم جماعت موجود ہونی چاہیے۔ اسی چیز کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعت اسلامی کی تشکیل کی گئی اور تھوڑے عرصے کے بعد ہی ہمیں اندازہ ہو گیا کہ اگر اس وقت جماعت کی تشکیل و تنظیم نہ کر لی گئی ہوتی تو تقسیم ملک کے بعد ہندوستان کے اندر وہ کام کیا جاسکتا جو بعد میں ہوا۔ اور نہ پاکستان کے اندر وہ کام ہو سکتا جو بعد میں کیا گیا۔ کوئی دوسری جماعت اس مقصد کے لئے منظم میدان میں موجود نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر قیام پاکستان کے بعد جماعت اسلامی نے بروقت ایک منظم طریقے سے اسلامی دستور کا مطالبہ نہ اٹھایا ہوتا تو اس بات کا امکان تھا کہ پاکستان کو ایک سیکولر نیشنل ڈیموکریٹک سٹیٹ قرار دے دیا جاتا کیونکہ بعض ذمہ داران حکومت کی طرف سے مطالبہ دستور اسلامی کی مزاحمت جس انداز سے ہوئی وہ اس امر کی غمازی کرتی تھی کہ ان کے پیش نظر پاکستان کو غیر مذہبی (SECULAR) حکومت بنانا تھا، اسی وجہ سے وہ اسلامی حکومت کے نام سے متوحش ہوتے تھے۔ چنانچہ اگر ایک دفعہ پاکستان کی کوئی سیکولر دستوری بنیاد طے کر دی جاتی تو پھر اس کو بدلوانا ناممکن نہیں تو بے حد مشکل مزور ہو جاتا۔ چنانچہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جماعت اسلامی نے اپنی جدوجہد سے اس نوزائیدہ مملکت کو غلط دستوری بنیاد پر تعمیر ہونے سے روکا بلکہ اس کو مثبت طور پر اسلامی ریاست بنانے کے حق میں رائے عام کو منظم کیا اور بالآخر قرارداد مقاصد کی منظوری کی شکل میں اس کا اسلامی تشخص متعین ہو گیا۔ بصورت دیگر یہ خدشہ تھا کہ وہ مقصد ہی فراوانش کر دیا جاتا جس کے لیے پاکستان کا وجود عمل میں آیا تھا۔

### ریڈیو پاکستان

مولانا، آپ اپنی کمزور صحت کی بنا پر جماعت اسلامی کی قیادت سے دستبردار ہو چکے ہیں اور اس اعتبار سے عملی سیاست سے بھی الگ ہو چکے ہیں، اب اس کے بعد جماعت کی امارت اور قیادت دوسرے اصحاب کے ہاتھ میں ہے اور اس پر بھی خاصا وقت گزر چکا ہے۔ اس لحاظ سے اب آپ سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا آپ جماعت کی موجودہ کارکردگی سے مطمئن ہیں اور کام آپ کی توقعات کے مطابق ہو رہا ہے؟

### مولانا نے محترم

میں آپ کو پہلے یہ بتا چکا ہوں کہ جماعت اسلامی تقسیم ملک سے بہت پہلے قائم ہو چکی تھی۔ اس وقت میں ہی

اس کا امیر تھا۔ میں نے ہی اس کو منظم کیا اور کارکنوں کی تربیت کی۔ تقسیم کے بعد جماعت اسلامی ہند سٹائٹس اٹھائیس سال سے میرے بغیر ہی وہاں پر کام کر رہی ہے اور خدا کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ یہاں پاکستان میں بھی اب کئی سال سے جماعت دوسرے لوگوں کی قیادت میں کام کر رہی ہے اور میں اس کی کارکردگی سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ خدا کے فضل سے یہ ایک خود کار نظام ہے اور انشاء اللہ یہ نظام ٹھیک بنیادوں پر ہی قائم رہے گا۔

## ریڈیو پاکستان

قیام پاکستان کے ۲۴ سال بعد مشرقی پاکستان کا سقوط ہماری ملی تاریخ کا ایک بہت المیہ ہے۔ شاید سب سے بڑا۔ اس سے لوگوں میں سیاسی اور دینی اعتبار سے ایک مایوسانہ تاثر پایا جاتا ہے۔ اس المیہ کو روکنے کے لیے محب وطن عناصر نے جو پیش بہا قربانیاں دیں۔ بالخصوص جماعت اسلامی اور البدر کے نوجوانوں نے، وہ بھی ہماری تاریخ کا ایک قیمتی باب ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں ایک ایسا عنصر بھی پایا جاتا ہے جو جماعت اسلامی اور دوسری دینی تنظیموں پر نظریاتی تشدد کا الزام رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس نظریاتی تشدد نے بھی وہاں کے علیحدگی پسندوں کے لیے سازگار مضافا فرہم کی۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

## مولانا نے محترم

ہماری طرف سے کوئی نظریاتی تشدد وہاں نہیں ہوا۔ یہ قطعاً ایک بے اصل بات ہے۔ اصل صورت یہ تھی کہ عوامی نیگ مسلسل وہاں غنڈہ گردی کر رہی تھی اس نے پوری کوشش کی کہ اسلام کا نام لینے والوں کو دبا دیا جائے اور اس مقصد کے لیے اس نے ہر اوجھا حربہ اختیار کیا۔ قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ ہمارے بے شمار کارکن ان کے تشدد کا شکار ہوئے۔ طالب علم رہنا عبدالملک کو شہید کیا گیا اس کے قاتل نشاندہی کے باوجود قانون کی گرفت سے محفوظ دندناتے پھرتے رہے اسی طرح اور بھی بہت سے افراد شہید کر ڈالے گئے اور ان سب کا جرم یہ تھا کہ وہاں اسلامی اقدار کو بلند دیکھنا چاہتے تھے۔ جماعت اسلامی جو کام وہاں کر رہی تھی وہ یہ تھا کہ اس نے تعلیم یافتہ طبقہ کو اسلام سے روشناس کرانے کے لیے بنگلہ زبان میں اسلامی لٹریچر تیار کیا کیونکہ بنگلہ زبان میں اس کی شدید کمی تھی۔ ہم نے تقریباً ۸۰ کتابیں شائع کیں۔ تب وہاں خدا کے فضل و کرم سے تعلیم یافتہ طبقے میں ایک خاصا گروہ، ایسا تیار ہو گیا جو اسلامی نظام کا حامی تھا اور پاکستان کو متحد دیکھنا چاہتا تھا۔ اس طرح طلبہ کے اندر بھی اسلام کے پرستار نوجوانوں کی ایک اتنی بڑی جماعت تیار ہو گئی کہ طالب علموں کی

دوسری بہت سی تنظیمیں مل کر بھی تعلیمی اداروں کے انتخابات میں ان کو شکست نہ دے سکیں۔ اس کے بعد یعنی ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد جب وہاں ایک سیاسی طوفان آ رہی گیا تو جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت طلبہ کے کارکنوں نے مشرقی پاکستان کو ہندوستان کی گود میں جانے سے بچانے کے لیے اپنی جائیں رٹا دیں سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد جام شہادت نوش کر گئے۔ یہ ایک ایسی کھلی شہادت ہے جس کی کوئی انصاف پسند آدمی تردید نہیں کر سکتا۔ متحدہ پاکستان کو بچانے کی اس مجاہدانہ سروشی کو اگر کوئی شخص نظر یا قی تشدد کا نام دیتا ہے تو یہ اس کے اپنے دماغ کی کجی ہے یا فریب کاری ہے، اصل حقیقت پر اس سے پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔ پاکستان کے دفاع کے لیے جو کچھ ہم کر سکتے تھے، وہ ہم نے کیا اور ہم اس پر مطمئن ہیں کہ ہم نے اپنا فرض انجام دیا۔

ریڈیو پاکستان

مولانا، ہم اس پر مایوسانہ تاثر کا ذکر کر رہے تھے جو سقوط مشرقی پاکستان کے بعد یہاں پیدا ہوا۔ اس سلسلے میں بعض لوگ یہ بھی کہتے ہوئے سُننے جاتے ہیں کہ یہاں بھی اسی قسم کے حالات پیدا ہو رہے ہیں جس قسم کے مشرقی پاکستان میں ہوئے تھے آپ کا کیا خیال ہے؟

مولانا نے محترم

ہو نہیں رہے ہیں، افسوس اس بات کا ہے کہ پیدا کیے جا رہے ہیں۔

ریڈیو پاکستان

دونوں صورتوں میں بات ایک ہی ہے۔

مولانا نے محترم

نہیں، دونوں صورتوں میں فرق ہے۔ اگر ایسے حالات پیدا ہو رہے ہوں تو ان کا علاج آسانی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر پیدا کیے جا رہے ہوں اور پیدا کرنے والے وسائل اور اختیارات بھی رکھتے ہوں تو پھر علاج آسان نہیں رہتا۔ اگر کچھ لوگ ملک میں علیحدگی پسندی کے رجحانات کو اُجھار رہے ہوں اور جو لوگ ان رجحانات کو دبانے کی کوشش کر رہے ہوں ان کو تشدد و کانشادہ بنا پڑے اور سرکاری شینری اس کی توشہروک تھام کے لیے تیار نہ ہوں تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علیحدگی پسندی کے رجحانات کو اُجھرنے اور تعویث پکڑنے کے پورے مواقع دیے جا رہے ہیں اور

ایک طرح سے ان کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔ اس طرح پاکستان کی بنیادوں میں ایک آتش گیر مادہ داخل کیا جا رہا ہے جو معلوم نہیں کب بھڑک اٹھے۔

### ریڈیو پاکستان

مولانا، آپ ان لوگوں سے یقیناً واقف ہیں جو یہاں حکومت بدلنے کے لیے انقلاب بندوبست کی نالی سے جنم لیتا ہے، "جیسے نظریات رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہاں ابھی ہمارا مطلوبہ انقلاب آیا نہیں، اس کو لانا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لیے سازگار فضا موجود ہے؟

### مولانا نے محترم

ہم اپنی حد تک کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے جس سے فتنے کی آگ بھڑک اٹھے۔ لیکن اگر ایسی آگ بھڑکانے کی کوشش کی گئی تو ہم اس کو بجھانے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ یہاں اس قسم کے حالات پیدا نہ ہوں۔ جیسے مشرقی پاکستان میں پیدا ہوئے لیکن اگر خواہناستہ ایسا ہوا تو ہم ان کا ہر طرح مقابلہ کریں گے اور اس سرزمین میں ہم نے دعوتِ اسلامی کے جو بیج ڈالے ہیں وہ جل نہیں جائیں گے، انشاء اللہ وہ ضرور بار آور ہوں گے! — آپ کو شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ جو شراب عجیب الرحمن نے مشرقی پاکستان کے لوگوں کو پلائی تھی، وہ عارضی طور پر تو اس سے کام لے گئے لیکن متحدہ پاکستان سے علیحدگی کے بعد یکایک! لوگوں کو یہ محسوس ہوا کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اس کے بعد بڑے بڑے بنگلہ دہی جو بنگالی نیشنلزم کے علمبردار تھے وہ جماعتِ اسلامی کے لوگوں کے پاس آکر یہ کہتے ہیں کہ تم جو بات کہہ رہے تھے وہ بالکل برحق تھی۔ یہ احساس اب روز بروز ان کے اندر تقویت پکڑ رہا ہے اور اللہ نے چاہا تو وہاں حالات بد میں گئے۔

### ریڈیو پاکستان

ایک زمانے میں آپ کے خلاف یہ پراپیگنڈا کیا جاتا رہا کہ آپ مجددیت یا مہدویت کا دعویٰ کرنے والے ہیں اور اس کے جواب میں آپ نے کہیں یہ لکھا تھا کہ میں اس قسم کے کسی دعوے سے بھی اپنا دامن پاک رکھتے ہوئے خدا کے ہاں حاضر ہوجاؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ اس طرح کی بے سرو پا الزام تراشیاں کرنے والے حضرات خدا کو کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر ایک موقع پر آپ کے مخالفین کی طرف سے کچھ ایسا تاثر



دینے کی کوشش کی گئی کہ جماعت اسلامی ایک فرقہ ہے یا فرقہ بن جائے گی۔ اس طرح کی باتیں شاید اس وجہ سے کی جاتی رہی ہیں کہ جماعت اسلامی کے قیام کے بعد سے آپ ہی مسلسل اس کے امیر چلے آئے ہیں، اب چند سالوں کا عرصہ چھوڑ کر جب کہ آپ امیر نہیں رہے ہیں، اس سلسلے میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے۔

مولانا ٹے محترم

جماعت اسلامی کو فرقہ مشہور کرنے یا اس پر یہ الزام چسپاں کرنے کی کوشش تو ہندوستان میں اس کے باوجود کی جاتی رہی ہے کہ میں وہاں کی جماعت کا امیر نہیں تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ بعض تنگ نظر مذہبی طبقوں کے خاص ہتھکنڈے ہوتے ہیں کسی فرد یا گروہ کو بدنام کرنے کے لئے مثلاً کسی کے اوپر یہ الزام چسپاں کر دیا جائے کہ وہ کوئی دعویٰ کرنے والا ہے یا کسی گروہ یا جماعت کے بارے میں غلط فہمی پھیلائی جائے کہ وہ ایک فرقہ بن رہی ہے یہ کچھ اس طرح کے ہتھکنڈے ہیں بطرح کیونسلٹ اپنے مخالفین کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں مثلاً کسی کو امریکہ کا ایجنٹ کہہ دینا، کسی کو سرمایہ داروں اور جاگیر داروں وغیرہ کا ایجنٹ اور وظیفہ خور کہہ دینا اور اس طرح کی بعض دوسری مضموس پھبتیاں جو اپنے مخالفین کو عوام کی نظروں میں گرانے کے لئے کسی جاتی ہیں۔ ایسے ہی بہت سے بے سرو پا اتہام ہم پر بھی لگائے جاتے رہے ہیں اور ان کے حکمت جو بات ہماری طرف سے سامنے آجانے کے باوجود ان کو دہرایا جاتا رہا ہے۔ ہندوستان میں بھی بعض حضرات نے یہ مشغلہ اپنا رکھا ہے اور یہاں بھی لیکن خدا کے فضل سے جو لوگ جماعت اسلامی کی دعوت اور طریقہ کار سے واقف ہیں، وہ ان ہتھکنڈوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ جب تک جماعت اسلامی کے کارکن اور متفقین عام مسلمانوں کے ساتھ مسجدوں میں نمازیں ادا کر رہے ہیں اس وقت تک کوئی معقول آدمی جماعت اسلامی پر یہ الزام چسپاں نہیں کر سکتا کہ وہ ایک فرقہ بن رہی ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی پر فرقہ بننے کا الزام وہ لوگ رکھتے ہیں جنہوں نے خود اپنی الگ الگ مسجدیں بنا رکھی ہیں اور اپنے مسلک کے خلاف مسلک رکھنے والوں سے اپنی نمازیں الگ کر لی ہیں جب کہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ عام مسجدوں میں سب کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔

ریڈیو پاکستان

مولانا، آپ جمہوری طریقوں پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں اور آپ کے اس یقین میں تبدیلی کا کوئی امکان آپ کے طریق کار کو دیکھتے ہوئے نہیں سمجھا سکتا۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ جس رفتار سے تحریک

اسلامی کام جو رہا ہے اس کے پیش نظر اسلامی نظام کے قیام تک امکان ہو سکتا ہے؟

مولانا مہتمم

ہو سکتا ہے اس کام میں دس سال لگیں، ہو سکتا ہے بیس سال لگیں اور ہو سکتا ہے کہ پچاس سال لگیں۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ تحریک اسلامی فطری رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے اور اپنے وقت پر اس کے نتائج ظہور پذیر ہو کر رہیں گے۔ اگر ہم جلد بازی میں غیر فطری رفتار اختیار کرنے کی کوشش کریں گے تو اس کے اثرات البتہ اچھے نہیں ہوں گے۔

ریڈیو پاکستان

جمہوری طریق کار پر آپ کے پختہ یقین کو دیکھ کر آپ کے بعض مخالف یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آپ ایک بڑے عالم دین ہیں لیکن آپ کو سیاست نہیں آتی؟

مولانا مہتمم

میں نے تو کبھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔

ریڈیو پاکستان

دعویٰ کی بات اور چہرہ لکھن کیا، آپ کی سیاست ان لوگوں سے مختلف کوئی چیز ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کو سیاست نہیں آتی، یا ان کے نزدیک سیاست کسی اور چیز کا نام ہے۔

مولانا مہتمم

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو سیاست دان ہونے کے مدعی ہیں وہ سیاست کو ذرا کم ہی جانتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے اصل سیاست دان کون ہوتے ہیں۔ میں نے سیاست دانوں کے حالات بھی پڑھے ہیں اور ان کے کارنامے بھی، اور ان لوگوں کے کارنامے بھی میری نظر میں ہیں جو سیاست دان ہونے کے مدعی ہیں، اس بنا پر میری رائے یہ ہے کہ فی الواقع وہ لوگ سیاست دان نہیں ہیں جو یہ دعویٰ رکھتے ہیں۔ مجھے خود اپنے سیاست دان ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ میں تو دراصل خدا کے دین کو غالب کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور اس مقصد کے لیے جتنی سیاست مطلوب ہے اتنی سیاست میں جانتا ہوں اس کے سوا کوئی سیاست ہے تو اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

## ریڈیو پاکستان

کیا یہ ایک فطری امر نہیں ہے کہ ایک انسان جس مقصد کے لیے کام کر رہا ہو وہ اس کے نتائج کو بھی دیکھنے کا خواہش مند ہوتا ہے؟

### مولانا نائے محترم

خدا کے دین کا کام بڑا صبر چاہتا ہے!

## ریڈیو پاکستان

تو گویا آپ اپنے متفقین اور معتقدین کو اقتدار کی نہیں بلکہ صرف آخرت کے اجر کی توقع دلاتے ہیں؟

### مولانا نائے محترم

اصل چیز تو وہی ہے، باقی رہی دنیا کی کامیابی، تو وہ بھی ہو سکتی ہے، اور ایسا نہیں کہ وہ نہ ہو سکے لیکن بہر حال اس کی کچھ شرائط ہیں۔ وہ شرائط جب پوری ہو جائیں گی تو دنیا میں بھی انشاء اللہ کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ لیکن ایک بڑے مسلمان کے سامنے دنیا کی کامیابی اصل چیز نہیں ہے، اصل اور مقدم چیز تو آخرت کی کامیابی ہے اور ایک مسلمان کو اسی کے پیش نظر کام کرنا چاہیے!

## ریڈیو پاکستان

مولانا، ہم آپ کی تصانیف کا ذکر اتنی دیر کرتے رہے ہیں لیکن آپ کا ایک مقام ایک بلند پایہ مقرر کی حیثیت سے بھی ہمارے سامنے ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں غالباً، اکتوبر ۱۹۵۵ء کو پوچی دروازے میں آپ کی ایک تقریر کی رپورٹنگ کر رہا تھا۔ وہاں سے اخبار کے دفتر میں پہنچ کر میں اس خبر کو مرتب کر رہا تھا اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اگر ملکی حالات اسی رُخ پر آگے بڑھتے رہے تو کوئی عیب نہیں کہ فوج اقتدار پر قابض ہو جائے۔۔۔۔۔

### مولانا نائے محترم

میں نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ انقلاب آج رات کو ہو جائے۔

## ریڈیو پاکستان

جی ہاں، ہم اس تقریر کو لکھ رہے تھے اور اسی دوران میں یہ خبر آگئی کہ ملک کا اقتدار فوج نے سنبھال لیا ہے۔ آپ کی اس سیاسی بصیرت اور بلند مقررانہ مقام کو دیکھتے ہوئے بعض وقت یہ خیال آتا

ہے کہ جماعت اسلامی میں اس پائے کے اور کوئی مقرر نہیں اجبر سکے جبکہ آپ نے جماعت کی تربیت پر خاصی محنت صرف فرمائی ہے۔

### مولانا نے محترم

اللہ نے چاہا تو ایسے آدمی ضرور تیار ہوں گے اور اس وقت بھی خدا کے فضل سے جماعت کے اندر بہت سے اچھے مقرر موجود ہیں۔ میں نے جو کچھ کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے اندر ایسے مقررین تیار ہوں جو فہم داری کا احساس رکھتے ہوئے بات کریں۔ ایک ایک لفظ یہ سمجھتے ہوئے زبان سے نکالیں کہ قیامت کے روز اس کی جواب دہی کرنی ہے۔ گالیاں اور غیر سنجیدہ باتیں ان کی زبان سے ادا نہیں ہونی چاہئیں۔ ان کو دوسروں پر جھوٹے الزام نہیں رکھنے ہیں۔ لوگوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہیں بنانا ہے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش نہیں کرنی ہے، بلکہ ان کے پیش نظر صرف یہ ہونا چاہیے کہ بالکل ایمان داری اور عقولیت کے ساتھ نہایت سچے تلے الفاظ میں اپنا موقف لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے، ان کو اپنی بات خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرنی ہے۔ اول اول بعض حضرات کا یہ خیال تھا کہ ہماری یہ روکھی چسکی تقریریں لوگوں کو متاثر نہیں کر سکیں گی کیونکہ وہ پلے دار تقریریں سننے کے عادی ہو چکے ہیں لیکن ہم نے یہ بات عملاً ثابت کی ہے کہ لوگ سنجیدہ اور پُر مغز تقریریں بھی پورے انہماک سے سُن سکتے ہیں اور وہ ہمارے جلسوں میں اس طرح جم کر بیٹھتے ہیں کہ (PINDROP SILENCE) کی کیفیت ہوتی ہے۔ جب تک ہماری بات ختم نہیں ہوتی وہ اٹھ کر نہیں جاتے MOBLEADERS کی تقریروں میں تو وہ اکثر کھڑے رہتے ہیں بلکہ چلتے پھرتے رہتے ہیں لیکن جس طرح کی ذمہ دارانہ اور سنجیدہ تقریریں ہمارے سٹیج سے ہوتی ہیں وہ بڑے انہماک اور دلچسپی سے سنتے ہیں۔ ہم اسی اندازِ خطابت کو دراصل اپنے مقصد کے لیے مفید سمجھتے ہیں اور اسی سے لوگوں کی ذہنی تربیت کا کام لیا جاسکتا ہے۔

### ریڈیو پاکستان

ہمارا مشاہدہ ہے کہ آپ کی تقریر کا انداز بڑا دھیما اور غیر ضروری نشیب و فراز سے منزہ ہوتا ہے اور اس میں دلائل ایک خاص منطقی ترتیب سے سامنے آتے ہیں۔ تجربہ یہ ہے کہ اگر آپ کی کسی تقریر کو احتیاط کے ساتھ نوٹ کر کے مرتب کیا جائے تو وہ ایک مربوط معنوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ کیا آپ اپنی تقریر سے پہلے اس کو خصوصی طور پر تیار کرتے ہیں؟

## مولانا نے محترم

میں اپنی تقریر کے نکات اور مدارج لبس اپنے ذہن میں مرتب کر لیتا ہوں۔ جب کوئی چیز میرے ذہن میں مرتب ہو جاتی ہے تو پھر چاہے اس کو کاغذ پر منتقل کرنا ہو یا تقریر کی شکل میں پیش کرنا ہو وہ اس ترتیب سے میں بیان کر دیتا ہوں۔ صرف پہلے سوچ کر اسے اپنے ذہن میں مرتب کرنا ہوتا ہے۔

## ریڈیو پاکستان

مولانا، آپ کی تقریریں کافی حد تک غیر جذباتی ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود نوجوان آپ سے بہت زیادہ متاثر ہیں جبکہ ان کے جذبات بہت شدید ہوتے ہیں اور وہ ٹھوس تقریریں سننے یا علمی تحریریں پڑھنے کے زیادہ عادی نہیں ہوتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

## مولانا نے محترم

اچھا ہوتا کہ آپ یہ سوال انہی سے کرتے کہ وہ کیوں متاثر ہیں۔ شاید سودا کے بقول یہ بات ہو کہ نہ سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ کیا جانے تو نے اسے کس آن میں دیکھا میرا خیال یہ ہے کہ ہمارے اہل کابری طالب علم گہرے اسلامی جذبات لئے ہونے شعور کی منزل میں داخل ہوتا ہے۔ بچپن ہی سے اسلام اس کے رگ و پلے میں سرایت کیے ہوتا ہے۔ تعلیم کی اعلیٰ منازل میں جا کر یعنی سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر جب وہ ایسی چیزیں دیکھتا ہے جو اسے دین سے برگشتہ اور منحرف کرنے والی ہوتی ہیں تو وہ آسانی سے ان سے متاثر نہیں ہو جاتا کیونکہ اس کا ضمیر اس کو اسلام سے دُور جانے سے روکتا ہے۔ اس عالم میں اگر اس کو کوئی ایسا شخص مل جائے یا ایسے لٹریچر کے مطالعہ کا موقع مل جائے جو اسے معقول طریقے سے اسلام کی حقانیت سے آگاہ کر دے تو پھر وہ پورے اطمینان اور کیسوی کے ساتھ اسلام پر جم جاتا ہے اور ہر چیز کو رد کر دینے کے قابل ہو جاتا ہے جو اس کو اسلام سے پھیرنے والی ہو۔ میرے خیال میں یہی بنیادی سبب ہے نوجوانوں کے اسلام سے گہری وابستگی کا، یا آپ کے لفظوں میں مجھ سے متاثر ہونے کا، کیونکہ ایک غیر معتمد ماحول اور غلط نظریات کے اثرات سے دامن بچا کر جب ایک نوجوان شعوری طور پر اسلام پر پختہ ایمان لے آتا ہے تو اس کا یہ ایمان ہی اسے ہمارے ساتھ وابستہ رکھتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم نے اس کی ایک قابل قدر خدمت انجام دی ہے۔

## ریڈیو پاکستان

مولانا، یہ بات باعثِ تعجب ہے کہ ہمارے انحطاط پذیر معاشرے میں طالب علموں کے اندر ایسا پاکیزہ عنصر موجود ہے جبکہ نوجوانوں کے بارے میں عام تاثر یہی پایا جاتا ہے کہ ان کے اطوار اچھے نہیں ہیں اور دین و اخلاق سے بے گانگی بڑھ رہی ہے اس پر سنجیدہ فکر حضرات سب بطور پر نشوونما کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

## مولانا نے محترم

ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کی جس کیفیت کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ اس سے دس گنی زیادہ ہوتی اگر اسلام کے حق میں منظم طریقے سے کام کرنے کے لیے تحریکِ اسلامی میدانِ عمل میں موجود نہ ہوتی۔ پاکستان کے اندر غیر اسلامی رجحانات کو روکنے کے لیے جماعتِ اسلامی اول روز سے یہاں کام کر رہی ہے۔ طالب علموں کے اپنے دائرہ عمل میں اسلامی جمعیتِ طلبہ پاکستان گزشتہ چھبیس ستائیس سال سے سرگرم کار ہے ان کوششوں کے نتیجے میں طلبہ کا ایک گروہ تو یہ ہے جس نے اپنی زندگیوں کو اسلامی طرز پر ڈھال لیا ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جس کے خیالات کی اصلاح تو سوجھ چکی ہے لیکن ابھی وہ ماڈرن تہذیب کے اثرات سے پوری طرح آزاد نہیں ہو سکا تاہم توقع ہے کہ آہستہ آہستہ اس کے اندر لہجہ مطلوبہ تغیر بھی پیدا ہو جائے گا اور وہ پوری طرح اسلام کے رنگ میں رنگ جائے گا۔ اور ایک گروہ ایسے نوجوانوں کا ہے، اور یہ امر اطمینان بخش ہے کہ یہ ایک قلیل عنصر ہے، جو واقعی بے دین ہیں اور ان کو بے دینی کی طرف لے جانے والی چیز وہ بد اخلاقی ہے جس میں مختلف عناصر ان کو مبتلا کرنے کا کام کر رہے ہیں لیکن خدا کا فضل ہے کہ ایسے لوگ اقلیت میں ہیں اور اسلام سے محبت رکھنے والے اور اسلام پر کاربند نوجوانوں کی اکثریت ہے اور انشاء اللہ وہ اقلیت بھی آہستہ آہستہ اس اکثریت میں مدغم ہوتی چلی جائے گی۔

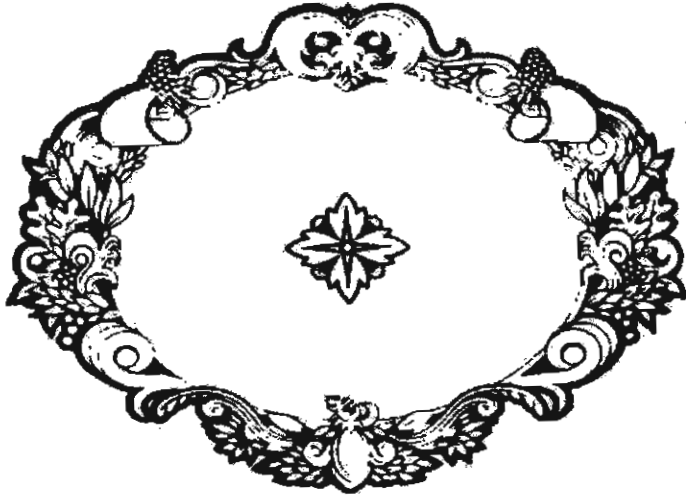
## ریڈیو پاکستان

مولانا، ہمارا خیال ہے کہ ہم نے آپ کا دو گھنٹے سے زیادہ وقت بلکہ ڈھائی گھنٹے کے لگ بھگ وقت لے لیا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کی صحت کمزور ہے اور آپ نے اس دوران میں دوا بھی استعمال فرمائی ہے غالباً یہ آپ کے دوا کے استعمال کا اور آرام کا وقت تھا اس پر ہم دلی معذرت کے خواستگار ہیں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں اتنا وافر وقت عنایت فرمایا۔ توقع ہے کہ آپ کے یہ خیالات سننے والوں کے لئے بہت دلچسپی اور فائدے کا موجب ہوں گے اور وہ ان سے بہت کچھ حاصل کر سکیں گے۔ آپ کے مولانا اور

آرام میں جو غل اس طویل گفتگو سے واقع ہوا ہے اس پر ہم ایک دفعہ پھر معذرت خواہ ہیں اب اجازت عطا فرمائیے۔

مولانا سائے محترم

میں آپ حضرات کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات اس شرح و بسط کے ساتھ پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک خدمت ہے جو مجھے انجام دینے چاہیے تھی!۔



معیاری چھپائی کے لیے :

ایچ فاروق ایسوسی ایٹس لمیٹڈ

عقب دیال سنگھ منیشن - شاہراہ قائد اعظم - لاہور



# سالانہ خریداروں کے لیے رعایت

جو حضرات انٹرویو نمبر سے ترجمان القرآن کے سالانہ خریدار بنیں گے انھیں زر سالانہ میں سے انٹرویو نمبر روانہ کیا جائے گا۔

زر سالانہ مبلغ ۲۰ روپے بذریعہ منی آرڈر، بینک ڈرافٹ یا کراس چیک بنام مینیجر ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور کے پتے پر ارسال کریں !



## ضرورت لائبریرین

مولانا محترم کی لائبریری کے لیے ایک ایسے ریٹائرڈ لائبریرین کی ضرورت ہے جو کہ لائبریری سائنس میں وسیع تجربہ رکھتا ہو اور لائبریری کو ترتیب دے سکتا ہو۔

ادارہ

## کینسر ہو یا گلٹیاں

مکمل علاج ہو مہیو پیٹھی میں ہے

آپریشن سے پہلے ہو مہیو پیٹھک علاج آزمائیے

کلینک

ڈاکٹر سید اختر حسین ہومیو پیٹھ  
چونی منڈی لاہور۔ فون ۶۱۱۷۵ پتہ کلینک مہیو پیٹھ